مقام اشاعت جامعہ اویسیہ رضویہ سیرانی روڈ، بہاولپور، پاکستان

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رحمۃ للعالمین ﷺ

ماھنامہ فیضِ عالم

ذی الحج ۱۴۳۵ھ/

اکتوبر 2014ء

نوٹ: اگر اس رسالے میں کمپوزنگ کی کوئی بھی غلطی پائیں تو برائے کرم ہمیں مندرجہ ذیل ای میل ایڈریس پر مطلع کریں تا کہ اُس غلطی کو صحیح کرلیا جائے۔ (شکریہ)

admin@faizahmedowaisi.com

﴿قرآن نہ جلاؤ﴾

قرآن پاک اللہ کا مقدس بابرکت کلام ہے جو ہمارے آقا و مولا خاتم النبیین ﷺ کی ذات پر حضرت سیدنا جبریل امین علیہ السلام کے ذریعے نازل ہوا اس کا ادب و احترام ہر مسلمان کا دینی ، اسلامی ، مذہبی اخلاقی فریضہ ہے۔ قرآن پاک کے مقدس الفاظ چاہے کاغذ ، کپڑے ، لکڑی ، لوہے ، تانبے وغیرہم پر لکھے ہوئے ہوں انہیں آگ میں جلانا کسی صورت مناسب نہیں بالخصوص آج کے دور میں کاغذ پر قرآن پاک پرنٹ ہو رہا ہے جب اس کے اوراق بوسیدہ ہو جائیں تو انہیں دریا یا بڑی نہر میں بہا دیا جائے یا کہیں محفوظ مقام یا قبرستان میں مخصوص جگہ پر دفن کر دیئے جائیں مگر آج کل کچھ ناعاقبت اندیش لوگ قرآن کے بوسیدہ اوراق جلانے کی روش اپنائے ہوئے ہیں پھر اس پر کئی من گھڑت دلائل بھی دیتے ہیں۔

گزشتہ ہفتے تھانہ مسافر خانہ ضلع بہاولپور کی حدود میں کلانچ والہ روڈ پر ایک مسجد میں مولوی صادق نامی دیوبندی وہابی نے قرآن مجید کے اوراق اور سپارے جلائے جس کا اہل علاقہ کو بروقت پتہ چلا تو اس کے خلاف سخت احتجاج ہوا تھانہ مسافر خانہ میں اس واقعہ کی ایف آئی آر درج ہوئی پولیس نے اسے گرفتار کر کے تھانے میں بند کر دیا ضلع بہاولپور میں دیوبندیوں وہابیوں کے بڑے بڑے مولوی اس کو رہا کروانے کے لئے اپنا روز لگا رہے ہیں۔ اس سنگین واقعہ پر علاقہ میں غم و غصہ کی لہر دوڑی ہوئی ہے۔ سیشن کورٹ میں مقدمہ زیر سماعت ہے۔ دیکھئے جج صاحب کیا فیصلہ کرتے ہیں؟؟؟؟

بہاولپور وکلاء اس مقدمہ کی پیروی کرر ہے ہیں۔ بالخصوص وکیل اہل سنت حافظ غلام مصطفیٰ خالد ایڈووکیٹ ہائی کورٹ بہت زیادہ کوشش کرر ہے۔ ان کا فون نمبر یہ ہے (03468784196)۔

حضور فیضِ ملت مفسر اعظم پاکستان حضرت علامہ الحاج حافظ محمد فیض احمد اُویسی رضوی محدث بہاولپوری نے ایک تحقیقی کتاب "قرآن نہ جلاؤ" تحریر فرمائی تھی جو بارہا مرتبہ پاکستان کے مختلف اشاعتی اداروں نے شائع کی جس میں آپ نے علماءِ حق فقہاءِ ملت کی تحقیقات کو سامنے رکھ کر اس اہم ترین مسئلہ کو واضح فرمایا ہے کہ قرآن شریف کے اوراق کو جلانا اہلِ اسلام کا شیوہ نہیں یہ غیر مسلم قوتوں کی کارستانیاں ہیں۔ ۴۸ صفحات کا یہ رسالہ صرف ۳۵ روپے کے ڈاک ٹکٹ پر دستیاب ہے۔

صوفی مختار احمد اُویسی۔ (سیرانی کتب خانہ سیرانی مسجد محکم الدین سیرانی روڈ بہاولپور)

﴿اجتماعی قربانی میں حصہ لیں﴾

آپ کے دار العلوم جامعہ اُویسیہ رضویہ سیرانی مسجد بہاولپور میں عید قربانی کے موقعہ پر اجتماعی قربانی کا اہتمام کیا گیا ہے

آپ خود و دیگر احباب کو اس اجتماعی قربانی میں حصہ ملانے کی ترغیب دیں۔ بیرونی مخیّر حضرات بھی حصہ لیں۔

(رابطہ کے لیے 03009684391۔03006825931)

﴿تحریک ختم ِنبوت کے قلمی جہاد کی سرگزشت 1883ء تا 1936ء پندرہ جلدوں کا ایک اجمالی تعارف﴾

﴿عقیدہ ختم نبوت انسائیکلو پیڈیا﴾

مرتبہ مفتی امین رحمۃ اللہ علیہ

از توفیق جونا گڑھی (باب المدینہ کراچی)

حضرت علامہ عبدالمصطفیٰ مفتی محمد امین قادری عطاری رحمۃ اللہ علیہ بن محمد حسین محمد ابراہیم واڈی والا ۲۲ رجب المرجب بمطابق ۷ نومبر ۱۹۷۲ء کو کراچی کے مشہور علاقے کھارادر میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۸۵ء میں حضرت مولانا محمد الیاس عطار قادری سے بیعت ہوئے۔ ۱۹۸۸ء میں ابتدائی صرف ونحو کی تعلیم مولانا جاوید مینگرانی سے شروع کی۔ ۱۹۹۲ء میں گریجویشن کے بعد درس نظامی نور مسجد کاغذی بازار کراچی میں حضرت مولانا عثمان برکاتی صاحب سے مکمل کیا۔ ۱۹۹۸ء میں دارالعلوم امجدیہ کراچی میں شیخ الحدیث مولانا افتخار قادری رحمۃ اللہ علیہ سے دورہ حدیث مکمل کر کے سند فراغت حاصل کی۔

مفتی محمد امین قادری عطاری ۲۰ دسمبر ۲۰۰۵ء بروز منگل ۱۸ ذیقعدہ ۱۴۲۶ھ کو مغرب کی نماز کے وقت اس دارِ فانی سے رحلت فرما گئے اور تدفین کراچی کے قبرستان میوہ شاہ میں عمل میں آئی۔

ختم نبوت انسائیکلو پیڈیا﴾ شاہین عقیدہ ختم نبوت مفتی محمد امین قادری عطاری رقمطراز ہیں یہ تقریباً سوا صدی پر محیط علماء و مشائخ اہلسنت کی علمی و عملی جدوجہد پر مشتمل، منتشر کام کو یکجا کرنا تھا بزرگوں کی دعاؤں اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصفِ خاص ختم نبوت کے ادنیٰ فدائیوں میں اپنا نام لکھوانے کی غرض سے کمرِ ہمت باندھی. الخ

عقیدہ ختم نبوت جلد اول: اس عظیم الشان کام کیلئے آپ نے پاکستان بھر کی کافی لائبریریوں کی خاک چھانی اور کم وقت میں کافی علمی و تحقیقی تحریروں کو جمع کرنے میں کامیاب ہوئے۔

مفتی صاحب نے ابتدائی چھ(٦) جلدوں پر مقدمہ مدینہ شریف میں مکمل فرمایا ہنوز کچھ جلدیں زیورِ طباعت سے آراستہ ہوئی تھیں کہ آپ اس دنیائے فانی سے رحلت فرما گئے۔آپ کے بعد آپ کے مشن کو ’’ادارہ تحفظ عقائد اسلامیہ‘‘ (جس

کے آپ خود بانی تھے) نے جاری رکھا۔الحمدللہ ۲۰۱۳ء تک اس ادارہ نے انسائیکلوپیڈیا ''عقیدہ ختم نبوت'' کی پندرہ جلدیں شائع کر دی ہیں۔جلد اول کے ابتدائیہ میں مفتی صاحب رقم طراز ہیں ''جس مصنف کی سن کے اعتبار سے پہلے تصنیف ہوگی ان کی اس موضوع پر دیگر کتابوں کو بھی اس کے ساتھ شامل کر دیا گیا ہے۔مزید کتب کی جستجو اب بھی جاری ہے(الحمدللہ ابھی تک جاری ہے)اگر سنین کا تفاوت ہوگا تو اس وقت کتاب کی عدم دستیابی وجہ ہوگی (بعد میں طباعت کے تقاضوں کے پیش نظر بعض کتب میں اس ترتیب کو برقرار نہیں رکھا جا سکا)اور اس بات کا بھی اہتمام کیا گیا ہے کہ مصنفین کے حالات زندگی اوران کتابوں کا مختصر تعارف پیش کر دیا جائے۔اس کتاب کی جدت یہ ہے کہ مصنفین کے حالات زندگی کے ساتھ ان کے مشرب،مسلک اور مسکن کو بھی خاص طور پر نمایاں کیا گیا ہے۔مفتی محمد امین صاحب نے عقیدہ ختم نبوت کی تاریخی اہمیت کے پیش نظر ۸۸صفحات پر مشتمل تحقیقی مقدمہ رقم فرمایا جس میں عقیدہ ختم نبوت آیات قرآنی اور احادیث رسول ﷺ سے ثابت فرمایا۔

جھوٹے مدعیان نبوت کا انجام،مرزا کے عقائد،تحریک ختم نبوت میں علماء کی علمی وعملی جدوجہد،ردِ قادیانیت میں کتاب ''تحقیقاتِ دستگیریہ فی رد ھفوات براھینہ'' مولانا غلام دستگیر قصوری رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب کا اولین ہونا،''موت مرزا بسبب اسہال''،''مولوی ثناء اللہ امرتسری سے مباہلے کی حقیقت''،''مرزا کی موت'' اور حضرت امیرِ ملت پیر جماعت شاہ کی ''پیشن گوئی''،''فتنہ قادیانیت کے خلاف آئینی وقانونی جدوجہد'' وغیرہ۔

جلد اول: (۱)(تحقیقات دستگیریہ فی رد ھفوات براھینیہ، ۱۸۸۳ء) حضرت مولانا غلام دستگیر قصوری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۸۹۷ء) کی ردِ قادیانیت میں پہلی تصنیف ہے۔جس میں علمائے ہند خصوصاً لاہور و امرتسر کے علماء کی تصدیقات بھی موجود ہیں۔اس کتاب کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ برصغیر میں تحریک ختم نبوت کے پہلے مجاہد اور قلمی جہاد کی سرگزشت میں اہلسنت کی طرف سے سب سے پہلے جس عالمِ دین نے مرزا غلام احمد قادیانی کو اس کے جھوٹے الہام اور دعووں پر اسلام کی دعوت اور انکار پر بحث و مناظرہ اور مباہلے کا چیلنج دیا وہ حضرت مولانا غلام دستگیر قصوری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

(۲) (رجم الشیاطین بر داغلو طاعت البراھین ص ۶۳، ۱۸۸۶ء) یہ کتاب عربی زبان میں ہے۔جس کو مولانا قصوری نے اپنی کتاب تحقیقاتِ دستگیریہ سے ملخص کیا اور علمائے حرمین شریفین زادھم اللہ شرفاً وتعظیماً سے شخصی طور پر مرزا غلام احمد قادیانی کے نام سے تصدیقات حاصل کیں۔اس میں بھی آپ ہی اول ہیں اور اسی کتاب کے ذریعے علمائے حرمین

شر یفین فتنہ قادیانیت سے واقف ہوئے۔جس کا اظہار خود مرزا قادیانی نے اس طرح کیا''مولوی غلام دستگیر قصوری وہ بزرگ تھے جنہوں نے میرے کفر کیلئے مکہ معظّمہ سے کفر کے فتوے منگوائے تھے''۔

(حقیقۃالوحی،ص۲۰۹، روحانی خزائن، ج۲۲)

(۳) (فتح رحمانی به دفع کید قادیانی،ص۳۷، ۱۸۸۶ء) مولانا قصوری صاحب کی یہ کتاب قادیانیوں کے ایک اشتہار کے جواب میں معمول کی ایک تصنیف ہے لیکن مرزا قادیانی کذاب کی ایک "معرکۃ الآراء کذب بیانی" نے ہمارے اور قادیانیوں کیلئے اس کتاب کو ایک تاریخی ''معرکتہ الآراء'' کتاب بنا دیا ہے۔

(۴) (الالهام الصحیح فی اثبات حیاة المسیح،ص۶۱، ۱۸۹۳ء) یہ کتاب عربی زبان میں پیر غلام رسول نقشبندی امرتسری رحمۃ اللہ علیہ نے لکھی،جس میں دلائل عقلیہ و براہین نقلیہ سے ثابت کیا کہ حضرت عیسٰی روح اللہ علیہ السلام بجسد عنصری آسمان پر زندہ موجود ہیں۔اس کا اردو ترجمہ حضرت کے شاگرد و برادرزادہ مولوی مفتی غلام مصطفٰی قاسمی حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے "آفتاب صداقت" کے نام سے کیا جو اس جلد میں شامل ہے۔

(۵)(کلمه فضل رحمانی بجواب اوهام غلام قادیانی،ص۱۹۴، ۱۸۹۶ء) یہ کتاب حضرت قاضی فضل احمد مجددی لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھی ہے۔جس میں مرزا غلام قادیانی کے چار رسائل (۱) انجام آتھم (۲) خدا کا فیصلہ (۳) دعوتِ قوم (۴) مکتوب عربی بنام علماء و مشائخ بلاد ہند کا خلاصہ اور اس کا رد ہے۔نیز محمدی بیگم کے آسمانی نکاح سے متعلق تفصیلات بھی شائع فرما کر مسیلمہ پنجاب کو برہنہ کر دیا۔

جلد دوم: (۱)(جمعیتِ خاطرص۱۴۶، ۱۹۱۰ء) یہ کتاب بھی قاضی فضل احمد لدھیانوی صاحب کی ہے اس میں غلام رسول قادیانی اور قاضی صاحب کے مابین خط و کتابت پر مبنی قلمی مناظرہ ہے۔

(۲) (جزاء اللّٰه عدوه بأبائه ختم النبوة،ص۱۴۴، ۱۸۹۹ء) یہ کتاب اس صدی کے مجدد امام اہلسنت امام احمد رضا خان قادری برکاتی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔اس کا تعارف خود فاضل بریلوی کی زبانی سنیئے''اللہ و رسول نے مطلقاً نفی نبوت تازہ فرمائی۔شریعت جدیدہ وغیرہا کی کوئی قید کہیں نہ لگائی اور صراحتاً خاتم بمعنی آخر بتایا۔متواتر حدیثوں میں اس کا بیان آیا ہے،صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے اب تک تمام امت مرحومہ نے اس معنٰی ظاہر و متبادر و عموم و استغراق حقیقی تام پر اجماع کیا کہ حضور ﷺ تمام انبیاء کے خاتم ہیں اور اس بناء پر سلفاً و خلفاً ائمہ مذاہب نے نبی اکرم ﷺ کے بعد مدعی نبوت کو کافر کہا،کتب احادیث و تفسیر و عقائد و فقہ ان کے بیانوں سے گونج رہی ہیں''

(۳) (السوء والعقاب علی المسیح الکذاب، ص ۳۰، ۱۹۰۲ء) فاضل بریلوی کو ایک استفتاء بھیجا گیا۔ مرد مرزائی ہوگیا تو کیا اس کی منکوحہ اس کی زوجیت سے نکل گئی؟ آپ نے اس کا جواب تحریر فرمایا ''یہ لوگ دینِ اسلام سے خارج ہیں اور ان کے احکام بعینہٖ مرتدین کے احکام ہیں۔ شوہر کے کفر کرتے ہی عورت نکاح سے فوراً نکل جاتی ہے''۔

(۴) (قہر الدیان علی مرتد بقادیان، ص ۲۵، ۱۹۰۵ء) عرفی نام ہے ہدایت نوری بجواب اطلاع ضروری۔ فاضل بریلوی کا یہ رسالہ ختم نبوت کے منکر، کلمۃ اللہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دشمن، جھوٹے مسیح، مرزائے قادیان کے شیطانی الہاموں کا رد کرکے عظمت اسلام کو اجاگر کرتا ہے۔

(۵) (المبین ختم النبیین، ص ۳۳، ۱۹۰۸ء) اس رسالہ میں ایک اہم سوال ہے کہ بعض لوگ خاتم النبیین میں الف لام عہد خارجی قرار دیتے ہیں اور بعض اسے استغراقی قرار دیتے ہیں۔ فاضل بریلوی نے لفظ خاتم النبیین کی مکمل تحقیق اس رسالہ میں تحریر فرمائی۔

(۶) (جبل الثانوی علی کلیۃ التھانوی، ص ۱۳، ۱۹۱۸ء) مولوی اشرف علی تھانوی کے ایک مرید نے خواب میں دیکھا کہ وہ کلمہ طیبہ میں محمد رسول اللہ کی جگہ اشرف علی رسول اللہ پڑھتا ہے اور درود شریف میں بھی نام محمد ﷺ کی جگہ تھانوی صاحب کا نام لیتا ہے، مرید کی اس گمراہی پر تھانوی صاحب نے اس کو تسکین دی۔ فاضل بریلوی سے جب اس بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے اس کا ''جبل الثانوی'' کی صورت میں جواب تحریر فرمایا اور ان کی بدعقیدگی کی گرفت فرمائی۔

(۷) (الجراز الدیانی علی المرتد القادیانی، ص ۲۲، ۱۹۲۱ء) پیلی بھیت سے ایک استفتاء بھیجا گیا تھا ایک آیت اور ایک حدیث پیش کی تھی جس سے قادیانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات پر استدلال کرتے ہیں۔ فاضل بریلوی نے جواب سے پہلے سات فائدے بیان کیے پھر سات وجہ سے بتایا کہ یہ آیت قادیانیوں کی دلیل نہیں بن سکتی اور حدیث کو دلیل بنانے کے دو جواب دیئے۔

(۸) (الصارم الربانی علی اسراف القادیانی، ص ۶۱، ۱۸۹۸ء) حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ سے حیات مسیح، نزول عیسیٰ علیہ السلام اور خروج دجال کے متعلق سوال کیا گیا۔ جواب میں آپ نے پانچ مقدمات، پانچ تنبیہات میں نزول عیسیٰ علیہ السلام پر ۴۳ احادیث مبارکہ سے استدلال جبکہ رفع عیسیٰ پر قرآن مجید، احادیث مبارکہ واقوالِ مفسرین پیش فرمائے ساتھ ہی دلائل عقلیہ سے بھی ان ابحاث کو بسط سے ثابت فرمایا۔

جلد سوم: (۱) (درۃ الدرانی علی ردۃ القادیانی، ص ۳۸۵، ۱۹۰۱ء) مولانا محمد حید اللہ خان درانی مجددی

رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کو علم تصوف میں بھی درک کا دعویٰ تھا۔ علامہ درانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اس کتاب میں امام عبدالوہاب شعرانی، محی الدین ابن عربی، حضرت مجدد الف ثانی اور شاہ ولی اللہ دہلوی رحمہم اللہ کی کتب و عبارات سے مرزا کے دعویٰ تصوف کی بھرپور تکذیب کی۔ اس کتاب میں مسیلمہ کذاب، اسود عنسی کے ساتھ ساتھ مرزا غلام احمد قادیانی، حمدان بن قرمط اور محمد بن عبدالوہاب نجدی کا بھی جھوٹے مدعیان میں ذکر فرمایا ہے نیز حضور ﷺ کا مثیل ممکن بتانے والوں کا بھرپور رد فرماتے ہوئے حضور ﷺ کا بے مثل و بے مثال ہونا ثابت فرمایا ہے۔

(۲) (مرزائی حقیقت کا اظہار، ص ۸۹، ۱۹۲۹ء) مبلغ اسلام شاہ عبدالعلیم صدیقی قادری رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہے۔ مبلغ اسلام کی اس کتاب میں کُل ۲۹ مضامین شامل ہیں۔ ان میں سے کچھ کے نام یہ ہیں۔ مرزائی حقیقت کا اظہار، مرزا صاحب کا خود اپنے آپ کو کاذب کہنا، بد سے بدکردار اور لعنتی کہنا، خاتم النبیین، فہم قرآن، مرزا صاحب کا دعویٰ الٰہیت خدا، مرزا صاحب کا عورت ہونے کا دعویٰ، نکاح آسمانی، حیات المسیح، مرزائی ڈکشنری، مرزائیوں کو ایک ہزار روپیہ انعام کا چیلنج۔

(۳) (هدیة الرسول، ص ۱۰۱، ۱۸۹۹ء) فاتح قادیانیت، شیخ الاسلام اور اس صدی کے مجدد سید پیر مہر علی شاہ چشتی گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کی تالیف ہے مرزا قادیانی نے جوں ہی مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا تو تاج دارِ گولڑہ نے اس کے خلاف کام کا آغاز کر دیا چونکہ حیات و نزول مسیح کا عقیدہ بھی اسلام کا اہم حصہ ہے اور نظریہ ختمِ نبوت کو تو اسلام کے ایک ایسے بنیادی عقیدے کی حیثیت حاصل ہے جس کا انکار کفر کے مترادف ہے۔ اس لیے تاجدار گولڑہ نے سب سے پہلے مرزا کی مشہور کتاب۔ "ایام الصلح" (فارسی) اور دیگر رسائل کے رد میں کتاب "هدیة الرسول" فارسی زبان میں تالیف فرمائی کیونکہ "ایام الصلح" مرزا نے کابل وغیرہ کے مسلمانوں کو گمراہ کرنے کیلئے فارسی زبان میں لکھی تھی اور اس کا مؤثر توڑ کرنا نہایت اہمیت رکھتا تھا۔

جلد چهارم: (۱) (شمس الهدیة فی اثبات حیاۃ المسیح، ص ۱۳۸، ۱۸۹۹/۱۹۹۰ء) برصغیر کے مسلمانوں کے لیے پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے "هدیة الرسول" کے مضامین کو اردو زبان میں ڈھال کر "شمس الهدایة فی اثبات حیاۃ المسیح" تحریر فرمائی۔ اس کتاب میں آپ نے "وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا" الآیہ "يَا عِيْسٰى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَيَّ" الآیہ، اور "قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ" الآیہ وغیرہ کی پرمغز تفسیر کی اور مرزا قادیانی کے مسیح موعود ہونے کی زبردست دلائل سے تردید فرمائی۔

جلد پنجم: (۱) (مفاتیح الاعلام، ص ٦٧) شیخ الاسلام حضرت مولانا انوار اللہ چشتی رحمۃ اللہ علیہ (حیدر آباد دکن) نے مرزا قادیانی کی کتاب "ازالۃ الاوھام" کے رد میں شہرہ آفاق کتاب "افادۃ الافھام" تحریر فرمائی۔ "مفاتیح الاعلام" اس کتاب کی فہرست ہے جو کہ بذات خود ایک قیمتی کتاب ہے اس کتاب میں شامل مضامین مرزا صاحب کے دھوکا دینے والے اقرار واقوال، خلاف بیانی، قسمیں، وعدہ خلافی، فتنہ انگیزی، دنیا داری، عیسیٰ ومہدی بننے کی تدابیر، آیتوں سے جھوٹا استدلال، مخالفت رسول اللہ ﷺ وغیرہ۔

(۲) (افادۃ الافھام، حصہ اول، ص ۳۳۲) مرزا قادیانی کی ایک کتاب کا نام "ازالۃ الاوھام" ہے لیکن حقیقت میں اوہام باطلہ کا بدترین مرقع ہے۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا انوار اللہ چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے جواب میں "افادۃ الافھام" تحریر فرمائی۔ یہ کتاب دو جلدوں پر مشتمل ہے۔ ردِ قادیانیت پر کام کرنے والے حضرات دونوں جلدوں کی صرف فہرست ہی ملاحظہ فرمالیں تو عش عش کر اٹھیں گے کہ شاید ہی مرزائیت کا پھیلایا ہوا کوئی ایسا وہم ہو جسکا اس کتاب میں جواب موجود نہ ہو۔ مرزا قادیانی کے اوہام باطلہ کا قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب دیا گیا ہے۔

جلد ششم: (۱) (افادۃ الافھام، حصہ دوم، ص ۳۲٦) شیخ الاسلام حضرت مولانا انوار اللہ چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ کتاب ۳۲ مضامین پر مشتمل ہے جن میں مرزا صاحب کا تفسیروں پر حملہ، مرزا صاحب کفار کی تقلید کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ پر افتراء، نمرود کی طرح مرزا صاحب کی تاویلیں، دجال کا حلیہ جسمانی، حدیث لامھدی الا عیسیٰ کے معنی، مثل کافروں کے مرزا صاحب کا شبہ قیامت کے باب میں قرآن کے ایک حرف کا منکر بھی کافر ہے وغیرہ۔

(۲) (انوار الحق، ص ۱۲۳) یہ کتاب بھی شیخ الاسلام حضرت مولانا انوار اللہ چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی تالیف ہے۔ اس کتاب کا پس منظر آپ ہی کی زبانی سنیئے "پیشتر ایک رسالہ مسمی "بافادۃ الافھام" لکھنے کا اتفاق ہوا جس میں "ازالۃ الاوھام" کے ان استدلالوں کا جواب دیا گیا جو مرزا قادیانی نے آیات قرآنی سے کیے اس کے بعد "تائید الحق" مصنف مولوی حسن علی صاحب لیکچرار دیکھنے میں آئی جس میں انہوں نے ایک لمبی چوڑی تمہید کر کے مدبرانہ انداز سے مرزا صاحب کی تائید کی، اس تقریر کا یہ اثر دیکھا گیا کہ ہمارے ہم مشرب بعض حضرات بھی اس کی تحسین کرنے لگے اور تعجب نہیں کہ اس نے بہتوں کو متزلزل کر دیا ہو اس لیے میں نے مناسب سمجھا کہ "تائید الحق" کا بھی جواب لکھوں اور اس کے ضمن میں "ازالۃ الاوھام" کے بعض مباحث پر بحسب ضرورت بحث کروں جس سے حقیقت اس نئے مذہب کی کھل جائے اور اہلِ انصاف وطالبین حق کیلئے کارآمد ہو۔

(۳) (معیار المسیح، ص۷۰، ۱۳۲۹ھ) یہ تالیف حضرت مولانا ضیاء الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے، ایک رسالہ سردار خان بلوچ نے لکھا جس کے جواب میں حضرت سیالوی صاحب نے ختم نبوت قرآن وحدیث کی روشنی میں خروج دجال ومہدی کے حالات، محمدی بیگم سے آسمانی نکاح، سیرت مسیح، خصوصیات زمانہ مسیح اور مدفن عیسیٰ علیہ السلام پر روشنی ڈالی ہے۔

جلد هفتم: (۱) (تیغ غلام گیلانی بر گردن قادیانی، ص۱۸۳، ۱۹۱۱ء) یہ تالیف حضرت قاضی غلام گیلانی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ اس کتاب کی وجہ تصنیف قاضی صاحب کی زبانی سنیے، پنجاب ضلع گورداسپور موضع قادیان میں مرزا غلام احمد ایک شخص قوم کا کاشت کار پیدا ہوا تھا۔ ہاتھ کی صفائیاں دکھا کر بعض بدنصیبوں کو کرامت کا دھوکا دے کر حرام کا روپیہ وصول کرنا شروع کیا۔ رفتہ رفتہ مرزا نے دعویٰ کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے، مہدی اور عیسیٰ علیہ السلام کے بدلے میں میں پیدا ہوا، مجھ کو جو نہ مانے گا وہ گمراہ اور کافر ہے، صحابہ کرام اور موجودہ زمانے کے علمائے عظام کو سخت گالیاں بکیں جو اس کی پلید کتابوں میں قدرے مسلمانوں کو اس کا حال ظاہر کرنے کے لیے مع نشان صفحات کے بقید تحریر لاتا ہوں ناظرین خود جان لیں گے کہ مرزا مسلمان تھا یا کون؟ اور اس پر اعتقاد اور اس کی متابعت کرنے والا مسلمان ہے یا تابع شیطان اور مغضوب رحمٰن؟ آخر میں ۶ صفحات تتمہ کے آپ کے برادر قاضی غلام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں۔

(۲) (جواب حقانی در رد بنگالی قادیانی، ص۱۵۹) ایک شخص ملا عبدالواحد ملک بنگالہ، ضلع پٹرہ، مقام برہمن بڑیہ کا رہنے والا نصیب کی شامتوں سے قادیانی ہو گیا اور وہاں کے مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لیے ایک رسالہ "ھدایة المھتدی" کے نام سے لکھا در حقیقت اس "ضلالة المھتدی" کے جواب میں قاضی غلام گیلانی صاحب نے "جواب حقانی درردبنگالی قادیانی" قولہ اور الجواب سے سپرد قلم کیا۔

(۳) (رسالہ بیان مقبول و رد قادیانی مجھول ص۹۴) اس کتاب میں قاضی غلام گیلانی رحمۃ اللہ علیہ صاحب نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات وممات پر قادیانی شبہات کا ازالہ سوالاً جواباً تحریر فرمایا ہے۔

(۴) (مرزا کی غلطیاں، ص۱۲) یہ کتاب قاضی غلام ربانی چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے جو برادرِ اصغر ہیں قاضی غلام گیلانی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کے۔ مرزا کا دعویٰ تھا کہ مجھ کو اللہ تعالیٰ نے تحریر وتقریر ایسی معجزانہ عنایت کی ہے کہ کل روئے زمین کے فصحاء وبلغاء اس سے عاجز ہیں۔ اس کے جواب میں قاضی صاحب نے مرزا کی کتاب "اعجاز المسیح" سے مرزا کی غلطیاں تحریر فرمائیں۔

(۵) (رسالہ ردِ قادیانی، ص۱۰) قاضی غلام ربانی صاحب کا یہ رسالہ اثبات حیاتِ عیسیٰ علیہ السلام پر ہے۔

(۶) (قہر یزدانی بر جان دجال قادیانی، ص ۶۰، ۱۹۱۲ء) حضرت پیر ظہور شاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ کو لاہوری مرزائی جماعت کی طرف سے ایک دوورقہ اشتہار ملا جس میں بائیس ۲۲ اشخاص نے حلف اٹھا کر بیان کیا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا دعویٰ نبی و رسول ہونے کا ہرگز نہ تھا اور نہ اس کو کافر و خارج از اسلام سمجھیں۔ پیر ظہور شاہ صاحب نے ''قہر یزدانی'' میں قادیانی عقائد، قادیانیوں کو مسلمان ماننے اور ان سے تعلقات قائم کرنے مثلاً نکاح وغیرہ سے متعلق تین اہم فتاویٰ اور ان پر کثیر علمائے کرام کی تصدیقات سے مرزائی لاہوری جماعت کا ردِ بلیغ فرمایا۔

جلد ھشتم: (۱) (الظفر الرحمانی فی کسف القادیانی، ۱۹۲۴ء) یہ کتاب اس مناظرے کی روداد ہے جو مناظرِ اسلام مفتی غلام مرتضیٰ میانوی رحمۃ اللہ علیہ اور قادیانی مولوی جلال الدین شمس بمقام ہریا، تحصیل پھالیہ، ضلع گجرات بتواریخ ۱۹، ۱۸، ۱۱ اکتوبر ۱۹۲۴ء میں منعقد ہوا۔ اس کی روداد بھی مناظرِ اسلام کے قلم سے ہے۔ اس رسالے میں مسلمانوں کی طرف سے مولانا غلام محمد گھوٹوی شیخ الجامعہ عباسیہ بہاولپور صدر جلسہ مقرر ہوئے اور قادیانیوں کی طرف سے کرم داد صدر جلسہ مقرر رہا۔ فن مناظرہ کے شوقین حضرات کیلئے یہ کتاب کسی نایاب ہیرے سے کم نہیں۔

(۲) (ختم النبوۃ، ص ۲۰) مولانا غلام مرتضیٰ میانوی صاحب نے اس رسالہ میں مختصر ''تفسیر خاتم النبیین باللغۃ، تفسیر خاتم النبیین بالاحادیث النبویۃ، لو عاش ابراھیم لکان'' پر بحث، ظلی نبوت، مرزا غلام احمد قادیانی کے نبوت تشریعیہ کے مدعی ہونے پر روشنی ڈالی ہے۔

(۳) (اکرام الحق کی کھلی چٹھی کا جواب، ص ۵۸، ۱۹۳۲ء) یہ کتاب حکیم ابوالحسنات سید محمد احمد قادری کی تالیف ہے۔ ایک اکرام الحق نامی عیسائی یا مرزائی یا کسی اور نے کھلی چٹھی بنام علمائے کرام ۱۹۳۲ء میں شائع کی جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حضور ﷺ سے افضل ثابت کرنے کی کوشش کی ابوالحسنات صاحب نے اس کا جواب قرآن و احادیثِ رسول کی روشنی میں سپردِ قلم کیا۔

(۴) (البرز شکن گرز عرف مرزائی نامہ، ص ۱۸۶، ۱۹۳۶ء) مولانا مرتضیٰ احمد خان مرحوم نے ۱۹۳۸ء میں روزنامہ احسان میں اشتہار دیا کہ مرزائیوں کو دینِ اسلام کے سمجھنے میں اگر کوئی دشواری ہو تو وہ مجھ سے رابطہ کریں میں تسلی بخش جواب دوں گا۔ اس سلسلے میں مرزائی استفسارات موصول ہونا شروع ہو گئے اور آپ نے روزنامہ ''احسان'' اور ''زمیندار'' میں ان کے تسلی بخش اور جامع جوابات لکھتے رہے۔ بعد میں ان تمام مضامین کو کتابی شکل میں یکجا کر کے ''البرز شکن گرز عرف

مرزائی نامہ" کے تاریخی نام سے شائع کردیا گیا۔

(۵)(پاکستان میں مرزائیت کا مستقبل،ص۴۴،۱۹۵۰ء) میکش صاحب کی اس کتاب میں پاکستان میں مرزائیت کے پھیلنے سے متوقع نقصانات،مرزائیوں کے اقتدار پر قبضہ کرنے کے ناپاک منصوبے،مرزائیوں کی ہوس اقتدار پر ذہنی تربیت کا عکس،ایک مکمل ریاست کی طرح مرزائیوں کے محکمے،غرضیکہ قادیانیت کو مذہبی لبادہ سے باہر لاکر اس کی سیاسی حقیقت کو عیاں کیا گیا ہے،قادیانیت کے سیاسی خدوخال اس وقت تک سامنے آہی نہیں سکتے جب تک اس کتاب کا مطالعہ نہ کرلیا جائے۔

(۶)(قادیانی سیاست،ص۸،۱۹۵۱ء) میکش صاحب نے اس مختصر رسالے میں قادیانی سیاست کی منافقانہ کشتی کو بھنور میں پھنسا ہوا دکھایا گیا ہے۔

(۷)(کیا پاکستان میں مرزائی حکومت قائم ہوگی؟ص۱۱،۱۹۵۲ء) میکش صاحب کے اس مختصر رسالے میں پاکستان میں مرزائیوں کی حکومتی معاملات میں ریشہ دوانیوں اور سازشوں کے سبب رونما ہونے والے واقعات پر تبصرہ کرتے ہوئے ارباب اقتدار کو متنبہ کرنے کی خاطر یہ سوال قائم کیا ہے کہ کیا پاکستان میں مرزائی حکومت قائم ہوگی۔

(باقی جلدوں کا تعارف آئندہ شمارہ میں ملاحظہ کریں)

﴿مجلس دلائل الخیرات شریف﴾

حضور فیضِ ملت مفسرِ اعظم پاکستان محدث بہاولپوری کے روحانی فیضان کا سلسلہ جاری ہے۔دلائل الخیرات شریف کا وردنہ صرف آپ کے وظائف میں شامل تھا بلکہ آپ نے نصف صدی تک اس کی اشاعت فرمائی۔ہزاروں احباب کو آپ نے اس کے پڑھنے کی اجازت عطا فرمائی گذشتہ دنوں جامعہ اُویسیہ رضویہ بہاولپور کے اجلاس میں مدرسین و منتظمین نے طے کیا کہ جامعہ میں "مجلس دلائل الخیرات" قائم کی جائے جس میں باصلاحیت طلباء ایک نشست میں بیٹھ کر اس کا ورد کریں چنانچہ ۱۹ذوالقعدہ ۱۴۳۵ھ پیر شریف کو دن 11:15 بجے حضرت علامہ مفتی محمد امیر نوری اُویسی شیخ الحدیث جامعہ ہذا کی نگرانی میں اس مجلس کا آغاز ہوا طلباء کو جگر گوشہ فیضِ ملت صاحبزادہ محمد فیاض احمد اُویسی نے اپنے دستخطوں کے ساتھ دلائل الخیرات پڑھنے کی اجازت دی۔(ابوعبداللہ محمد اعجاز اُویسی)۔

دربا حضور فیض ملت پر ماہانہ محفل پاک: ۱۷ذیقعد ہفتہ بعد نماز عصر درگاہ حضور فیضِ ملت محدث بہاولپوری پر ماہانہ محفل گیارویں شریف کا انعقاد ہوا شہداء وغازیان تحریک ختم نبوت کی لازوال خدمات پر

انہیں خراج تحسین پیش کیا گیا۔ مولانا ذوالفقار نقشبندی، علامہ مفتی جاوید مصطفیٰ سعیدی نے قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے میں علماء اہلسنت کا سنہری کردار پر سیر حاصل گفتگو کی۔ اس موقعہ پر حضور فیضِ ملت کے پیارے تلمیذ رشید اور مرید حضرت مولانا حافظ محمد فیاض احمد قادری اُویسی امام وخطیب واہلیان چک نمبر ۲۳ ڈی این بی تھڑی (بہاولپور) کی طرف سے لنگر نبویہ غوثیہ اُویسیہ کا وسیع اہتمام تھا۔

(محمد احسان الحق نادر آفس)

گنبد خضراء سلامت تجھے خدا رکھے

توجہ طلب

نجدی وہابی سعودی اہلِ ایمان کے ایمان جانچنے کے لئے کروڑوں اہلِ محبت کے آنکھوں کی ٹھنڈک اللہ رب العزت کے پیدا کردہ جملہ عالمین میں نور کی کرنیں پھیلاتا پیارے گنبد خضریٰ کو گرانے کا شوشہ چھوڑ کر اپنے بغض باطن کا اظہار کرتے رہتے ہیں۔ گذشتہ صدی میں بارہا مرتبہ نجدیوں کے گرو مولوی نے حکومت سعودیہ کو اس کے گرانے کی تجاویز دیکر اہلِ دنیا پر واضح کرنا چاہتے ہیں کہ ہم دجال کی راہ ہموار کرنے والے ہیں گذشتہ دنوں ایک بار پھر نجد سے شیطان نے اپنے سینگ ہلاتے ہوئے اپنے چیلوں کے ذریعے (جن میں سرفہرست نجدی مفتی علی عبدالعزیز الشبل ہے) یہ تجویز پیش کی ہے کہ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ گنبد خضریٰ شریف کو منہدم کر دیا جائے اور تربت انور کو اُکھاڑ کر کسی نامعلوم جگہ منتقل کر دیا جائے۔ ان کی یہ منحوس تجویز جب اخبارات میں شائع ہوئی تو عالمِ اسلام میں بے چینی کی لہر دوڑ گئی پرنٹ میڈیا الیکٹرونک میڈیا اور سوشل میڈیا پر احتجاج کا لامتناہی سلسلہ جاری ہے دنیا کے بیشتر ممالک میں لاکھوں مسلمانوں نے احتجاجی ریلیاں نکالیں دنیا بھر میں سعودی سفارت خانوں میں مسلمانوں نے اپنا جذبات نوٹ کرائے اگر چہ سعودی حکومت نے اپنے مولویوں کی اس تجویز کو مسترد کرتے ہوئے اہلِ اسلام کو یقین دلایا کہ وہ اس طرح کسی تجویز پر عمل کرنے کا ارادہ نہیں رکھتے مگر؟؟؟؟ ہم سعودی حکومت سے پوچھنے کا حق تو رکھتے ہیں کہ جب سے آل سعود اور آل شیخ حجاز مقدس کی نورانی گلیوں کو انسانی خون سے رنگین کر کے حرمین شریفین قابض ہوئے تو مدینہ منورہ کے جنت البقیع شریف اور مکہ مکرمہ کے جنت المعلیٰ کے قبرستانوں میں موجود مزارات کو بلڈوز چلا کر کیوں شہید کیا گیا؟؟؟ اس وقت کے تمہارے اندھے مفتیوں نے گنبد خضری شریف سمیت تمام مزارات گرانے کا فتویٰ نہیں دیا تھا؟؟؟ سعودی حکومت یہ سمجھتی ہے کہ مسلمانوں کا حافظہ کمزور ہے۔ تمہیں یاد ہو یا نہ ہو ہمیں یاد ہے ذرہ ذرہ۔

بات بڑھ جائے گی شاید تم مسلمانوں کو بے وقوف بنانے کے چکر ہو سنو!! تمہارے درندوں نے رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ کی لاڈلی بیٹی حسنین کریمین کی امی جان مولائے کائنات شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم کی زوجہ محترمہ سیدہ طیبہ طاہرہ خاتون جنت سلام اللہ علیہا کے مزار کی حرمت کو جس وحشیانہ انداز میں پائمال کیا ابھی تک ہمارے سینوں سے آہیں نکل رہی ہیں۔ امیر المؤمنین جانشین سید المرسلین کامل حلم والحیاء جامع القرآن حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے مزار مبارک پر بلڈوزر کس کے اشارہ پر چلا؟ تم یہ ظلم بھول چکے ہو آج مزار رسول ﷺ کی طرف تمہاری گندی نگاہیں اٹھی ہوئی ہیں اپنے پالتوں مفتیوں سے فتوے گھڑوا رہے ہو کہ مزار رسول ﷺ کو مسجد سے الگ کیا جائے یہ تجویز تمہاری آج کی نہیں تمہیں لایا ہی اسی مقصد کے لیے گیا ہے۔ چند سال خاموش رہنے کے بعد تم گنبد خضریٰ شریف گرانے کا شوشہ چھوڑ کر اہلِ ایمان کی غیرت کو ماپتے رہتے ہو لیکن سنو! دل کے کان کھول کر سن لو! دنیا میں آنے والا ہر غیرت مند مسلمان یہ کہہ رہا ہے۔

میرا سب کچھ گنبد خضری کل بھی تھا اور آج بھی ہے

بتلا دو ان گستاخانِ نبی کو غیرت مسلم زندہ ہے

ان پر مرمٹنے کا جذبہ کل تھا اور آج بھی

حضور فیضِ ملت مفسرِ اعظم پاکستان شیخ الحدیث علامہ الحاج حافظ محمد فیض احمد اُویسی رضوی نور اللہ مرقدہٗ نے ایک عرصہ قبل نجدیوں کا گنبد خضری شریف کو گرانے کے حوالے سے تجاویز اور ان کے عبرتناک حشر پر ایک مضمون تحریر فرمایا تھا جو ایک دستاویز کی صورت میں قارئین کرام کے مطالعہ کے لیے ہم شائع کر رہے ہے یقیناً آپ اسے پڑھ کر اس نتیجہ پر پہنچیں گے یہود و ہنود کے عزائم کتنے مذموم ہیں۔

فقط: مدینے کا بھکاری الفقیر القادری محمد فیاض احمد اُویسی رضوی

(جامعہ اویسیہ رضویہ سیرانی مسجد بہاولپور پنجاب پاکستان ۱۵ ذوالقعدہ ۱۴۳۵ھ ۱۱ ستمبر ۲۰۱۴ء جمعرات قبل از عصر)

الحمد للہ وحدہٗ والصلوٰۃ والسلام وعلی من لا نبی

اما بعد! فقیر کو سال ۱۴۲۸ھ میں ماہِ رمضان شریف میں گنبدِ خضراء کی حاضری نصیب ہوئی۔ مدینے پاک میں لمحہ لمحہ ہزاروں نیکیاں نصیب ہوتی ہیں لیکن نجدی مولوی اور ان کے چیلے چانٹے ہم غریبوں کو چین سے عبادت کرنے نہیں دیتے بلکہ اُلٹا عملی، ذہنی اذیتوں سے ہمیں تنگ کرتے ہیں۔ اس سال یہ حادثہ پیش آیا کہ نجدی مولویوں نے ایک کتاب چھاپ کر

عام شائع کی اور تا حال ان کی یہ شرارت جاری ہے جس میں دیگر گستاخیوں کے علاوہ سعودی حکومت کو اپیل کی کہ گنبدِ خضرا کو زمین بوس کیا جائے (گرا دیا جائے) (معاذاللہ) اس کتاب کو پڑھنے پر میرے جیسوں کا جگر پاش پاش تو ہونا تھا لیکن اس کا علاج ہمارے یہاں کیا؟ فقیر نے اپنے آقا ﷺ کی غلامی کا اظہار قلم کے ذریعے پیش کر دیا۔

(یہ مضمون بزم فیضان اویسیہ کراچی نے کتابی صورت میں شائع کیا ادارہ)

اللہ تعالیٰ فقیر اور ناشر کا یہ تحفہ قبول فرمائے۔ ہمارے لئے توشۂ راہ آخرت ہو اور قارئین کے لئے مشعل راہِ ہدایت بنائے۔ (آمین)

﴿تاریخ گنبدِ خضراء﴾

جہاں تاجدار کونین رحمۃ للعالمین ہمارے حضور نبی پاک ﷺ آرام فرما ہیں اس عمارت کو گنبدِ خضراء سے یاد کیا جاتا ہے یہی وہ حجرہ مقدسہ ہے جہاں آپ ﷺ نے مدنی زندگی بسر فرمائی اور اسے مسجد نبوی کی تعمیر کے وقت آپ ﷺ نے خود تیار فرمایا تھا۔

فائدہ: اس معنی پر گویا مزار کے گرد تعمیر (قبہ جات ومزارات) کی ابتدا خود بانی اسلام ﷺ نے فرمائی۔

﴿دورِ صحابہ کرام اور مزارت مقدسہ﴾

حضور اکرم ﷺ کے ظاہری وصال کے بعد حضرت سیدہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اس حجرۂ پاک میں رہا کرتی تھیں۔ سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے عہدِ خلافت میں تقاضۂ ادب اور ضرورت کے تحت حجرۂ مبارک کے دو حصّے کر دیئے تاکہ بی بی صاحبہ ایک حصہ میں اور مزارات مقدسہ دوسرے حصہ میں ہوں تاکہ عقیدت مند قبرِ انور کی زیارت آسانی کے ساتھ کر سکیں۔ ابنِ سعد کی روایت ہے کہ عمرو بن دینار اور عبداللہ بن یزید کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کے ظاہری عہدِ طیبہ میں کاشانۂ نبوی کے گرد کوئی چار دیواری نہ تھی۔ سب سے پہلے یہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے چار دیواری تعمیر کرائی۔ (وفا الوفاء)۔

فائدہ: مزاراتِ محبوبانِ خدا کی تعمیر کے جواز کی توثیق مع صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ہوئی اس معنی پر مزارات پر قبہ جات وتعمیرات کا جواز اجماعی ہو گیا۔

﴿حجرہ مبارک کی حفاظت اور خلفاء راشدین﴾

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے عروہ ابنِ سعد سے انہوں نے نوبل بن سعید بن مغیّرہ ہاشمی سے اور علامہ

سمہودی نے محمد بن عقیل سے روایت کی ہے کہ شب کے آخری حصے میں روضہ اقدس کی حاضری دینا اور تہجد پڑھنا میرا معمول تھا ایک رات میں حسب معمول گھر سے نکلا جب روضۂ اقدس کے قریب پہنچا تو میرے ہوش اُڑ گئے، بارش کی وجہ سے روضۂ اقدس کی دیوار گری ہوئی تھی اور قبرِ انور نظر آرہی تھی کیا دیکھتا ہوں کہ کوئی آرہا ہے غور سے دیکھا تو حضرت عمر بن العزیز (عمر ثانی) ﷺ آتے دکھائی دیئے اور جب انہوں نے قبرِ انور کو ظاہر دیکھا تو خوف واضطراب سے اتنا روئے کہ کبھی بھی اس طرح زاروقطار روتے نہیں دیکھے گئے۔ صبح تک محبوب حقیقی کے پہلو میں بیٹھے رہے سورج طلوع ہوتے ہی مدینے کے مشہور اور سعادت مند معمار حضرت وردان کو بلایا وہ بھی یہ منظر دیکھ کر آبدیدہ ہو گئے اور آلاتِ تعمیر لے کر آ گئے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز ﷺ نے بی بی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہما کے غلام ابوحفصہ کو حکم دیا انہوں نے دوسروں کے ساتھ مل کر دیوار بنائی اس کے بعد اندر کی صفائی کا مرحلہ آیا تو حضرت عمر بن عبدالعزیز ﷺ نے فرمایا کہ قبرِ انور کو صاف کرنے کی جو خدمت ملازم انجام دے رہا ہے اگر یہ میرے حصے میں آتی تو ساری دنیا سے زیادہ مجھے محبوب ہوتی۔

(عمدۃ القاری ،وفا الوفاء)

ان روایات سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ مسجدِ نبوی اور روضۂ اقدس کی حفاظت، تزئین وآرسائش اور قبرِ انور کی حرمت کے تحفظ کے لئے سب سے پہلے خلفائے راشدین میں حضرت عمر فاروق ﷺ اور حضرت عمر بن عبدالعزیز (جن کا شمار پانچویں خلیفہ راشد کے طور پر خلفائے راشدین میں کیا جاتا ہے) نے اقدامات کئے۔ قبہ جات، تعمیرات اور مزارات کا بدعت کہنا انتہائی بدبختی ہے۔

﴿عباسی خلفاء اورمزارت مقدسہ کی تعمیر﴾

خلیفہ ہارون الرشید کی والدہ خیزران ۱۷۰ھ میں مدینہ طیبہ میں وارد ہوئیں انہیں مسجدِ نبوی اور روضہ انور سے بڑی عقیدت تھی۔

☆ اسی طرح عباسی خلیفہ المتوکل نے ۲۳۲ھ میں روضۂ اقدس کے گرد سنگِ مرمر کا فرش بچھانے کا خاص اہتمام کیا چنانچہ اس نے مشہور ماہرِ فن اسحاق کو مدینہ طیبہ اور مکۃ المکرّمہ کی تعمیرات کا نگرانِ اعلیٰ مقرر کیا اور حکم دیا کہ حجرہ پاک میں سنگِ مرمر بچھائے۔ (وفاالوفاء)

☆ اسی طرح "عمدۃ القاری جلد ۸ " میں ہے کہ جب متوکل حکمران ہوا تو حجرۂ پاک کے اردگرد سنگ مرمر نصب کرایا۔

☆ خلیفہ المقتضی ۵۳۰ھ۔۵۵۵ھ نے ان تعمیرات میں مزید اضافہ کیا اور ۵۴۸ھ میں از سرِ نو سنگِ مرمر بچھوایا، صندلی و

آبنوس لکڑی کی نہایت خوبصورت اور پھولدار کھڑکیاں لگائی گئیں۔ان کے وزیر جمال الدین نے اس سلسلے میں خصوصی دلچسپی کا مظاہرہ کیا اور شفاف براق (چمکدار جگمگاتا ہوا) پتھروں سے حرمِ نبوی کو سجادیا۔

☆عباسی خلیفہ المستضیی ۵۶۶ھ۔۵۷۵ھ نے ۵۷۰ھ میں بنفشی رنگ کے ریشمی پردے تیار کروائے اور ان کے چاروں کناروں پر چاروں خلفائے راشدین کے نامِ نامی رقم کرواکر لٹکائے۔(وفا الوفاء، ص ۴۱۰)۔

☆خلفائے عباسیہ کے علاوہ دوسرے مسلمان بادشاہوں اور حکام نے بھی اپنی محبت اور عقیدت و نیاز مندی کا ثبوت دیا۔ چنانچہ شاہانِ مصر کے وزیر حسن بن ریجا نے سفید ریشمی پردے لٹکائے جن پر سرخ و زرد رنگ کی ریشم کے ساتھ نقش کاری کی گئی اور یٰسین شریف لکھی گئی۔(عمدۃ القاری)۔

﴿شاھانِ مصر کی عقیدت﴾

مسلمان بادشاہوں کی عقیدت اور نیاز مندی کا عالم یہ تھا کہ سلطان رکن الدین بیبرس نے ۶۶۷ھ میں حج کیا جب روضۂ اقدس پر حاضری دی تو اس کے دل میں روضۂ اطہر کے ارد گرد جالی لگانے کا خیال پیدا ہوا چنانچہ اس نے اگلے سال جالی بنا کر بھجوائی جو ۶۶۸ھ میں لگائی گئی۔(تاریخ المدینہ ،تحقیق النصرۃ ـ الوفا)۔

﴿گنبد خضراء شریف﴾

☆۶۷۸ھ میں قلاؤن صالحی نے تانبے کی جالیوں کے ساتھ گنبدِ خضریٰ بنوایا خطیرہ شریف کے اوپر مسجد کی چھت سے بلند تھا اور "وفا الوفاء" کی تصنیف میں ۱۰۰۱ھ تک موجود تھا۔(جذب القلوب)۔

☆سلطان قلادون کے پوتے سلطان الصالح اسماعیل نے ۷۶۰ھ میں مصر میں ایک گاؤں خریدا اور اسکی آمدنی کعبہ معظّمہ اور روضۂ انور کے پردوں کے لئے وقف کردی۔(وفا الوفاء)۔

☆مصر پر ترکی سلاطین کا قبضہ ہو جانے کے بعد سلطان سلیمان اعظم ملک الصالح کے اس وقف میں مزید سات گاؤں کا اضافہ کیا اور حسبِ معمول غلافِ کعبہ اور پردے اور منبرِ نبوی کا غلاف مصر سے بن کر آنے لگا۔

(غلافِ کعبہ کی تاریخ مرتب مودودی ۱۹)

☆سلطان الصالح بن محمد کے بعد حسن بن محمد نے ۷۶۵ھ میں گنبد پاک کی تعمیر از سرِ نو کروائی۔۸۸۱ھ میں پھر اس گنبد پاک کی تعمیر شروع ہوئی جسکی تعمیل بروایت علامہ سمہودی ۸۹۲ھ اور بروایت امام محمد مہدی "مطالع المسرات" ۸۸۶ھ میں ہوئی۔

(وفاالوفا ۴۳۷،مطالع المسرات ،۱۳۸)

☆ روضہ اطہر کی موجودہ صورت ۸۸۶ھ میں وجود میں آئی جو اب تک قائم ہے۔

ترک سلاطین: یہ مسجد شریف جو اس وقت موجود ہے وہ مصر کے بادشاہ قاتیبان نے ۸۸۸ھ میں تعمیر کرائی تھی۔(وفاء الوفاء ،راحتِ القلوب ترجمہ جذبُ القلوب ،صفحہ۱۲۷)۔

☆ خاندانِ قلادون کے مملوک مصر کی طرح ترکی کے سلاطین نے بھی روضۂ اطہر کی تعمیر وتزئین میں حسن اہتمام کی تمام تر دلنوازیوں کے ساتھ حصّہ لیا اور گنبد کا سبز رنگ انہی کی پسند ہے جو ذوقِ نظر کے ساتھ ساتھ ان کے حسن انتخاب وحسن عقیدت کی بھی دلیل ہے اس میں شک نہیں کہ تُرکیوں نے مسجد نبوی اور روضۂ مبارک کی توسیع اور تزئین کے لئے نمایاں خدمات انجام دی ہیں۔

☆ اس کے بعد سلطان سلیمان رومی نے دسویں صدی کے وسط میں روضۂ مبارکہ میں سنگِ مرمر کا فرش لگایا۔

(جذب القلوب)

☆ اس سلسلے میں عثمانی خلیفہ محمود خان ۱۲۲۳ھ تا ۱۲۵۵ھ کی محبت وارادت بہت بڑھی ہوئی تھی اور ایک باوفا اور سچے مومن اور عاشق صادق کی طرح اس نے ۱۲۳۳ھ میں روضۂ مبارک کی بنیاد وتعمیر میں خصوصی دلچسپی کا مظاہرہ کیا اور ذاتی طور پر حصہ لے کر گنبدِ خضراء پر سبز رنگ کرایا۔(تاریخ الحرمین)۔

فائدہ: موجودہ گنبدِ خضراء اسی عاشقِ صادق تُرک بادشاہ کی یادگار ہے اور دعا ہے

گنبد خضراء سلامت تجھے خدا رکھے

تا قیامت یہ گنبد سدا بہار رہے

(آمین)

اب اعداء گنبدِ خضراء کے متعلق بھی کچھ معلومات عرض ہے۔

﴿دشمنانِ گنبدِ خضراء کی تاریخ﴾

اس تاریخ کے درمیانی پہلو بیان کئے جائیں تو سینکڑوں اوراق معرض وجود میں آئیں فقیر کی کتاب ''روضۂ رسول ﷺ تاریخ کے آئینہ میں'' کا مطالعہ کریں ذیل میں ہم چند ان دشمنوں کا ذکر کرتے ہیں جنہیں گنبدِ خضراء اور روضۂ رسول ﷺ سے عداوت ہے۔

﴿گنبد خضراء کا پہلا دشمن انگریز﴾

یہ واقعہ ۵۵۷ھ کا ہے اس وقت حرمین شریفین پر خلیفہ ملک العادل نورالدین زنگی حکمران تھے ایک رات انہیں خواب میں حضور اکرم ﷺ کی زیارت سعادت نصیب ہوئی۔ آپ نے دو آدمیوں کی طرف اشارہ کر کے فرمایا "نورالدین یہ دو آدمی ہمیں تکلیف پہنچا رہے ہیں ان کے شر کا خاتمہ کر دو۔" سلطان نورالدین زنگی اُس وقت بیدار ہوئے، وضو کیا، نوافل پڑھے اور سو گئے، دوبارہ وہی خواب دیکھا اُٹھے وضو کیا نفل پڑھے اور سو گئے، تیسری بار حضرت نورالدین نے وہی خواب دیکھا اب کی بار اس نے دشمنانِ رسول ﷺ کو گہری نظر سے دیکھا اور ان کی شناخت ذہن میں محفوظ کر لی اور اپنے ساتھیوں کو لے کر مدینہ طیبہ پہنچے اور حکام کو حکم دیا کہ شہر کی کل آبادی سے وہ فرداً فرداً ملاقات کرنا چاہتے ہیں اور کوئی بھی اس سے بالاتر نہ سمجھا جائے گا چنانچہ نورالدین زنگی نے مدینہ طیبہ کے ہر فرد سے ملاقات کی مگر مطلوبہ افراد دکھائی نہ دیئے۔ نورالدین نے مدینہ کے حکام سے دریافت کیا کہ کیا کوئی شخص ایسا تو نہیں رہ گیا جس نے ہم سے ملاقات نہ کی ہو، جواب ملا کہ دو مغربی درویش صفت جو جُود و سخا میں اپنی مثال آپ ہیں اپنے حجرے میں رہتے ہیں اور ذکرِ الٰہی میں مصروف رہتے ہیں ملاقات نہ کر سکے۔ نورالدین نے سختی سے حکم دیا کہ ان دونوں کو بھی حاضر کیا جائے۔ وہ جیسے ہی سلطان کے روبرو لائے گئے اس نے دونوں کو شناخت کر لیا سلطان انہیں ساتھ لے کر حجرے میں پہنچے انہیں باہر کھڑا کیا اور خود اندر چلے گئے۔ تلاش بسیار کے بعد قرآنِ پاک و چند کتابوں کے سوا کچھ نہ پایا۔ آخر سلطان نے فرش پر بچھی ہوئی چٹائی اُٹھوائی اور غور کیا تو ایک اینٹ اُکھڑی ہوئی نظر آئی وہ اُٹھائی گئی تو معلوم ہوا کہ اس کے نیچے ایک سُرنگ کھودی گئی ہے جس کا دوسرا سرا روضۂ اطہر کے اندر پہنچ گیا ہے، دُرویش صورت اور شیطان سیرت مجرمین دھر لئے گئے تحقیق پر انکشاف ہوا کہ یہ دونوں عیسائی تھے اور روضہ اطہر سے بذریعہ سُرنگ سرور کائنات ﷺ کے جسدِ مبارک کو نکال کر لیجانے کا منصوبہ بنا کر آئے تھے یہ دیکھ کر سلطان نورالدین زنگی کی زبان سے ایک ہی جملہ رواں ہوا کہ " آقائے نامدار ﷺ نے اپنے غلام کو ایسے وقت میں یاد فرمایا" نورالدین نے ان دونوں کو قتل کرا دیا اور روضۂ مبارک کی بنیادیں اتنی کھودلیں کہ زمین سے پانی نکل آیا پھر سیسہ اور دوسری دھاتیں پگھلا کر بھر دیں اور دورانِ خطرات سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے روضۂ مبارک کو محفوظ کر لیا گیا۔ (جذب القلوب)۔

﴿اجسام مطہرہ کو نکلانے کا پروگرام﴾

عہدی حکومت کے چھٹے حکمران الحاکم ۳۸۶ھ کے عہد میں کچھ شرپسند اور بے دین عناصر نے ایک سوچی سمجھی سازش کے تحت حاکم سے ملاقات کی اور اسے پٹی پڑھائی کہ تم مصر میں ایک مقبرہ تعمیر کراؤ اور روضۂ اقدس کے مکینوں کے اجسامِ

مطہرہ کو یہاں سے نقل کردو اس طرح ساری دنیا میں تمہارا شہرہ ہوجائے گا اور لوگ زیارت کو آنا شروع ہوجائیں گے۔حاکم کو یہ بات پسند آئی اس نے مصر میں مقبرہ تعمیر کرایا اس نے ایک شخص ابوالفتوح کو تیار کیا اور اس کو چند ساتھیوں کے ہمراہ ناپاک مقصد کی تکمیل کے لئے مدینہ شریف بھیجا لوگوں کو جب حقیقت کا علم ہوا تو کھلبلی مچ گئی لوگوں نے اس کو مذموم ارادے سے روک دیا ابوالفتوح نے عوام کی وارفتگی اور عقیدت کو دیکھ کر اپنا ارادہ ترک کر دیا مگر ابن سعدون لکھتے ہیں کہ لوگوں نے مشتعل ہو کر اسے اس کے تمام ساتھیوں سمیت قتل کر دیا۔

(وفا الوفاء،تاریخ بغداد الدین النجار محب طبری کی الریاض النصرۃ)

﴿چالیس گستاخان صحابہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی کی زمین میں دھنس گئے﴾

روضۂ اقدس کے خادمِ خاص حضرت شمس الدین صواب (دروازہ کے نگران) تھے ایک روز ان کے ایک دوست نے آکر بتایا کہ آج حاکمِ مدینہ کے پاس کچھ لوگ آئے تھے انہوں نے امیر کو آمادہ کرلیا ہے کہ روضۂ اقدس سے شیخین کریمین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اجسامِ مبارکہ نکال کر لے جائیں امیر نے یہ بات مان لی یہ سنتے ہی حضرت صواب غم سے نڈھال ہوگئے اتنے میں امیر آیا اور کہا کہ رات کو کچھ لوگ آئیں گے آپ روضۂ اقدس کی چابیاں ان کے حوالے کردیں اور انھیں کسی بات پر نہ روکیں۔اس حکم سے انہیں یقین ہوگیا کہ واقعی سازش تیار ہوگئی تھی۔حضرت صواب بلک بلک کر رونے لگے،تن بدن کا ہوش نہ رہا اتنے میں حرم کا دروازہ کھٹکا اُٹھے دیکھا کہ باہر کچھ لوگ اوزار اور شمعیں لئے کھڑے تھے۔دروازہ کھلتے ہی وہ تمام لوگ اندر داخل ہوگئے حضرت صواب کے دل پر چوٹ لگی انہوں نے ان بدنیت افراد کو گنا وہ چالیس تھے ابھی وہ حجرۂ مبارک کے قریب ہی نہ پہنچنے پائے تھے کہ زمین پھٹی اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ بدکردار اور ناپاک اس میں غرق ہوگئے اور ان کا نام ونشان باقی نہ رہا۔

یہ افراد جس جگہ غرق ہوئے آج بھی مسجد نبوی میں وہ ’’عبرت کا نشان‘‘ بنا ہوا ہے۔

﴿نجدی وھابیوں کے مظالم پر ایک نظر﴾

تاریخ کی طرف آئیں اور دیکھئے کہ نجدی وہابیوں نے حرمین شریفین پر قبضہ جما کر اس قدر بھیانک انداز میں مقاماتِ مقدسہ،مزارات مبارکہ،کعبۂ شریف،کربلا معلیٰ،طائف اور جنت البقیع کے مزارات وحجرات کو تباہ وبرباد کیا ان واقعات کی مختصر سی جھلک ملاحظہ فرمائیے:

☆علامہ السید شریف نے تاریخِ وہابیہ (صدق النجر) میں تحریر کیا ہے کہ سعود نے ایک نیا دین گھڑا اور اہلِ اسلام کو بے دین بدعتی اور مشرک ٹھہرایا۔

☆۱۲۱۶ھ میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے مشہدِ مبارک پر حملہ کیا بچوں اور مردوں کو بے دریغ قتل کیا اور بے اندازہ دولت لوٹی اور روضۂ اقدس کی عمارت کو خراب اور منہدم کیا۔

☆حسنی بی اے ''سوانحِ ابنِ مسعودؔ'' کے صفحہ ۴۸ پر لکھتے ہیں کہ ۱۲۱۷ھ میں مکہ مکرمہ پر چڑھائی کی اور بہت سے مقاماتِ مقدسہ کو تباہ و برباد کیا اور پھر مدینہ طیّبہ میں وہی تاریخ دُہرائی جو وہ طائف اور مکہ مکرمہ میں اور کربلا معلّیٰ میں دہرا چکے تھے۔اس نے جنت البقیع کی قبور کو مسمار کیا، گنبد گرادیئے، مزارات کی بے حرمتی کی اور تمام آثار و تبرّکات مٹادیئے، حجرۂ شریف سے تمام زر و جواہر لوٹ لئے اور قالین اُٹھوا کر اپنے شہر ورعیہ لے گیا اس سلسلہ کو'الحرام'' میں اس طرح تحریر کیا گیا ہے کہ ۱۲۱۱ھ میں انہوں نے حجرۂ مطہرہ کے اموال و جواہر لوٹے مکہّ مکرمہ جہاں خون ریزی کی اجازت نہیں جو بھی مارے تو کفارہ دینا پڑتا ہے وہابیوں نے وہاں بھی خون کی ندیاں بہائیں اور ۱۵ اکتوبر ۱۹۲۴ء کو مکہ مکرمہ پر قبضہ کیا اور خون کی ندیاں بہائیں۔بقول حسنی (بی۔اے) انہیں اصرار تھا کہ مکہ کے مشرکین کی جانیں بچ جائیں لیکن مقابر و مزارات ضرور منہدم کردیئے جائیں گے اور مساجد کی آرائش ضائع کردی جائے گی۔

﴿گنبدِ خضراء پر فائرنگ﴾

اگست ۱۹۲۵ء میں وہابیوں نے مدینہ منورہ کی طرف پیش قدمی کی اور اپنی اعتقادی روایات کے مطابق ادب واحترام سے خالی وحشیانہ روش میں گنبدِ خضراء کے قدسی آداب کا بھی پاس ولحاظ نہ رکھا اور گنبدِ خضراء پر بھی فائرنگ کی چنانچہ حسنی (بی۔اے) ''تاریخ ابنِ سعود'' میں رقمطراز ہے کہ مسلمانوں میں پھر غیض وغضب برپا ہوا مسلمان حکومتوں کی طرف سے احتجاج شائع ہوئے فرداً فرداً مسلمان بھی روضۂ اقدس کے تحفظ کے لئے کوشش کرتے رہے۔ایرانی حکومت نے ایک وفد تحقیق حالات کی غرض سے بھیجا۔۱۹۲۵ء کے آخر میں اس وفد نے بیان شائع کیا کہ واقعی گنبدِ خضراء پر پانچ گولیاں لگی ہیں۔(صفحہ ۱۵۷)۔

سازشوں، ستم کاریوں کے بعد سعود کی یہ کوشش تھی کہ وہ گنبدِ خضراء کو بھی مسمار کردے اس کا اشارہ حضرت فضلِ رسول بدایونی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''تصنیف الجبار'' میں کیا ہے۔

ان لوگوں نے گنبدِ خضراء شریف کو گرادینے کا ارادہ بھی کرلیا تھا مگر قدرت نے اس کی حفاظت فرمائی اور ان کے شروفساد

سے محفوظ رکھا یہ حلقے ابھی تک اس امر پر مطمئن نہیں ہو سکے کہ گنبدِ خضراء اپنی جگہ پر جوں کا توں قائم رہے۔

﴿گنبد خضراء کو گرانے کی نجدی تاویلیں﴾

﴿سعودی سعد الحصین تجویز﴾

(الف) اکبر هذه البدعة و الفتن اقدمها :ادخال قبر النبی ﷺ وقبری صاحبه رضی الله عنهما داخل المسجد النبوی

(ہفت روزہ الدعوۃ ۹، شعبان ۱۳۹۸ھ، ریاض سعودی عرب)

ان میں سب سے بڑی اور پرانی بدعت اور فتنہ نبی ﷺ اور ان کے دونوں اصحاب حضرتِ ابوبکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی قبروں کو مسجدِ نبوی کے اندر داخل کرنا ہے۔

(ب) و اذا قیل رائی فی ان هذا منکر : فان الفرضة ستقدم نفها لتغییره قریبا عند بدع التوسعة الغربیة حیث یمکن الاستغناء عن الجزء الشرقی المسجد بطوله و اعادة حدود المسجد الشرقیة علی ما کانت علیه زمن النبی ﷺ وز من خلفاء الراشدین، و ازالة او اخفاء القبة و النقوش والستر استجابة لا ر صاحب القبر و الحجرات ﷺ تبسویة القبور المشرفة و النهیعن تجصیصها و البناء علیهما

(ص۶ الدعوۃ از سعد الحصین)

(ب) اور جب میری رائے مان لی جائے گی کہ یہ ایک منکر ہے تو مسجدِ نبوی کے مغربی حصّہ کی توسیع کے وقت جلد ہی اس میں تبدیلی کا موقع مل جائے گا اور مسجدِ نبوی کے پورے مشرقی حصے سے بے نیازی ہو جائے گی نبی ﷺ اور ان کے خلفاء راشدین کے زمانے میں جس طرح مسجدِ نبوی کے مشرقی حدود تھے انہیں اسی طرح کرنا، گنبد خضراء اور نقوش و چادر کو پوشیدہ کرنا یا ہٹا دینا بھی ممکن ہوگا۔

(ج) امامجرد المشی علی خطی من قبلنا فلیس من شرع الله فی شیء

(ص۸، الدعوۃ)

(ج) محض اپنے اگلوں کے نقشِ قدم پر چلنا خدا کا کوئی قانون نہیں۔

تبصرہ اُویسی﴾ نجد یو کلمہ پڑھانے کا بھی احسان گیا: گنبدِ خضراء کو مٹانے

کیلئے مضمون نویس نے کئی دلیلیں دی ہیں سب سے بڑی دلیل یہ دی کہ گنبدِ خضراء بدعت ہے یہ وہابیوں، نجدیوں کا پرانہ حربہ ہے اور سخت غلط بلکہ گمراہی ہے بالخصوص گنبدِ خضراء کے لئے بدعت کا اطلاق سراسر حماقت ہے اس لئے کہ اگر سرور کائنات ﷺ اور حضرتِ ابوبکر صدیق وعمر فاروق رضی اللہ عنہما کی مزارات مبارکہ اور ان پر گنبد کی تعمیر کو بدعت اور فتنہ تسلیم کرلیا جائے تو خلفاءِ راشدین وعہدِ صحابۂ کرام و تابعین و تبع تابعین و آئمہ مجتہدین و جملہ مفسرین ومحدثین فقہاو متکلمین و مفکرین ومدبرین، اولیاء و مشائخِ عظام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین عرض یہ کہ پورے سرمایۂ ملت کو معاذ اللہ ایسی عظیم بدعت کا مرتکب وحمایتی ماننا پڑے گا جس نے تقریباً چودہ سو سال سے عالمِ اسلام کے ایک ایک صاحبِ ایمان کو اپنے عشق ومحبت کا شیدا بنا رکھا ہے اور وہ ہر دل جس میں ذرّہ برابر بھی ایمان کی رمق موجود ہے وہ اسے اپنی تمناؤں اور آرزوؤں کا مرکز ومحور تصوّر کرتا ہے پوری امت کا اجماع ہے کہ گنبدِ خضراء کی تعمیر نہ صرف جائز ہے بلکہ بنظرِ عقیدت و احترام اس کی طرف دیکھنا بیّن دلیل ہے اور فرمانِ رسول ﷺ خود اس بات پر شاہدِ عادل ہے۔

لا یجتمع امتی علی ضلالۃ

یعنی میری امت کسی فتنہ وگمراہی پر اتفاق نہیں کرسکتی۔

فائدہ: اس سے ثابت ہوا کہ روضۂ رسول ﷺ بدعت نہیں جو اسے بدعت کہے وہ گمراہ اور پرلے درجے کا احمق ہے۔
اہلِ علم کو معلوم ہے کہ یہ لوگ بدعت کے فتوے لگانے میں عجلت باز ہیں اسی لئے انکی یہ دلیل ہر لحاظ سے ناقابلِ قبول ہے۔ یہ اور واضح بات ہے کہ روضۂ اقدس اسلاف کا عمل ہے اسلافِ کرام کی اتباع اور ان کے نقشِ قدم پر چلنا یہ ایسا اجماعی مسئلہ ہے جس میں کسی اختلاف کی گنجائش ہی نہیں ''عوام'' اور ''جاہلوں'' کی بات نہیں کہ انہیں خرافات اور مزخرفات کہہ کر ٹال دیا جائے ''خواص'' کے ہاتھوں یہ کام انجام پایا ہے سلاطین وامراء اور عثمانی خلفاء نے جالی اور گنبد کی تعمیر کرائی گو وہ خود بھی احکامِ شرع سے واقف ہوا کرتے تھے یا لاعلمی کی صورت میں علماء وفقہاء سے مسائل پوچھ لیا کرتے تھے، اسے بھی تسلیم نہ کرلیا جائے تو پھر یہ ماننا پڑے گا کہ سات، آٹھ صدیوں تک علماء اور فقہائے اُمت نے غیرت وحمیت اسلامی کو بالائے طاق رکھ کر سلاطین وامراء کی رضامندی کو سب پر ترجیح دیا حالانکہ علمائے اسلام نے ''اعلاء کلمۃ الحق'' کی راہ میں بڑے بڑے جابر حکمرانوں کی بھی ذرّہ برابر پرواہ نہ کی۔ لہٰذا اس طویل سلسلہ خیر و برکت کو بدعت اور باطل ٹھہرانا جمہور اُمتِ مسلمہ سے اختلاف اور صراطِ مستقیم سے انحراف بلکہ الحاد ہے اور یہ الحاد نجدیوں وہابیوں کی عین مراد ہے اور وہ اپنی اس گندی عادت پر مجبور ہیں اسی لئے بس ہم یہی کہہ سکتے ہیں:

نجد یوکلمہ پڑھانے کا بھی احسان گیا

شرارت جاری ہے نجدیوں کو گنبدِ خضراء کو گرانے کا خبط جاری ہے چند سال خاموش رہ کر پھر وہی راگ الاپ رہے ہیں یہ نجدی ٹولہ وہی ہے ان کی گستاخیوں، شرارتوں کی نشاندہی حضور نبی کریم ﷺ نے صدیوں پہلے فرما دی تھی بطور نمونہ عرض ہے۔

﴿نجد سے فتنے وزلزلے ہونگے﴾

حضرت عبداللہ بن عمر ﷛ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے اللہ شام اور یمن میں برکت عطا فرما۔ نجد کے لوگوں نے کہا اور ہمارے نجد کے لیے (دعائے برکت فرمائیے) فرمایا اے اللہ شام اور یمن میں برکت نازل فرما انہوں نے دوبارہ کہا اور ہمارے نجد کے لیے۔ راوی (ابن عمر رضی اللہ عنہما) کا خیال ہے کہ تیسری مرتبہ فرمایا ''هُنَاکَ الزَّلَازِلُ وَالْفِتَنُ وَبِهَا يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ'' یعنی وہاں پر زلزلے اور فتنے ہوں گے اور وہیں سے شیطان کی سینگ نکلے گی۔ (بخاری شریف، حدیث ٦٥٦٠)۔

﴿شارحین الحدیث کی تحقیق﴾

اس کے بعد علامہ بدرالدین عینی لکھتے ہیں ''وأشار بقوله هناک الی نجد ونجد من المشرق''

یعنی هناک سے سرکار دو عالم ﷺ کی مراد نجد ہے، جو شرق میں ہے۔

(عملة القاری شرح بخاری)

☆ حضرت سالم نے اپنے والد سے روایت کی کہ حضور ﷺ نے منبر کے پہلو میں کھڑے ہو کر ارشاد فرمایا، فتنہ یہاں سے اُٹھے گا۔ فتنہ یہاں سے اُٹھے گا جہاں سے شیطان کی سینگ نکلے گی۔

(عمدة القاری شرح صحیح البخاری، ج ٢٤، مطبوعه مصر)

☆ اس کی شرح کرتے ہوئے علامہ بدرالدین عینی المتوفی ٨٥٥ھ فرماتے ہیں کہ مخبرِ صادق ﷺ نے اشارہ مشرق ہی کی طرف کیا، جہاں کے لوگ ان دنوں کافر تھے، سرکارِ دو عالم ﷺ نے خبر دی کہ فتنہ اسی طرف سے اُٹھے گا اور ایسا ہی ہوا، جنگِ جمل و جنگِ صفین اور خارجیوں کا ظہور سمتِ مشرق کے علاقے نجد وعراق اور اس کے پاس پڑوس ہی میں ہوا اور فتنہ کبریٰ جو زبردست آپس کے انتشار اور خون ریزی کا سبب ہوا یعنی واقعہ شہادت حضرت عفان ﷛ بھی وہیں پیش آیا جس سے نبی کریم ﷺ تحذیر فرماتے تھے اور اس کے پیش آنے سے پہلے ہی جانتے تھے جو علامتِ نبوت سے ہیں۔

(عمدۃ القاری جلد ٢٤)

حدیثِ شام ویمن لکھنے کے بعد علامہ بدرالدین عینی رحمتہ اللہ علیہ نے یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ فتنے مشرق سے پیدا ہونگے اور اس علاقہ سے یاجوج ماجوج و دجال کا بھی خروج ہوگا، کعب نے کہا کہ وہاں لاعلاج مرض ہیں اور وہ ہلاکت فی الدین ہے۔

﴿ابن عبد الوہاب نجدی کی جائے پیدائش اور مرکز﴾

نجد کا جغرافیہ بیان کرتے ہوئے مسعود عالم ندوی نے لکھا ہے کہ نجد کا جنوبی حصہ جو العارض کہلاتا ہے اس کا مشہور شہر ریاض ہے جو آجکل سعودی حکومت کا پایۂ تخت ہے، عارض کو جبل یمامہ بھی کہتے ہیں اصل میں یہ ایک پہاڑی کا نام ہے اور اس کے گردونواح کی زمین وادی حنیفہ اور یمامہ کہلاتی ہے۔ شیخ الاسلام (محمد بن عبد الوہاب نجدی) کی جائے پیدائش ''عیینہ'' اور دعوت کا مرکز ''درعیہ'' دونوں اسی وادی میں واقع ہیں۔ (یہ ندوی صاحب نجدی کا ایک مداح ہے)۔

(صفحہ ١٦، حاشیہ کتاب محمد بن عبدالوہاب از مسعود عالم ندوی)

مشہور محقّق و فاضل محمد فرید وجدی نے اپنی انسائیکلوپیڈیا میں لکھا ہے کہ ''وتخرج منها القرامطة و مسيلمة الكذاب والوهابيون وعاصمتها مدينة الرياض و سكانها قد ثلاثين الفًا''

(المجلد العاشر دائرۃ معارف القرن العشرین محمد فرید وجدی مطبع بیروت)

یعنی نجد سے قرامطہ، مسیلمۃ الکذاب اور وہابیوں کا خروج ہوا نجد کا پایۂ تخت ریاض ہے اس کے باشندے تقریباً تیس ہزار ہیں۔

☆ ''المنجد'' میں ہے کہ ''كانت نجد المهد الاوّل للدعوة الوهابية و فيها نشأ البيت. السعودى و منها بسطو انفوذهم على الاحاء و الحجاز و عسير فانشأ امير ها عبد العزيز بن محمد بن سعود المملكة العربية السعودية'' ١٩٣٢ء۔(المنجد فی الاعلام طبع سابع بیروت)۔

ترجمہ: نجد وہابی مشن کا گہوارۂ اوّل ہے سعودی خانوادہ یہیں سے بڑھا اور احساء حجاز، عسیر پر چھا گیا اور اس کے امیر عبدالعزیز بن (امیر درعیہ محمد بن) سعود نے ١٩٣٢ء میں سعودی حکومت کی داغ بیل ڈالی۔

☆ خواجہ حسن نظامی نے لکھا ہے کہ نجد کے باشندے سالہا سال سے وہابی ہیں اور ان کے مورثِ اعلیٰ (محمد بن) عبدالوہاب نجدی کے نام سے پوری دنیا کے وہابی منسوب ہیں نجدیوں کے عقائد ہندوستانیوں میں سے پوشیدہ

نہیں کیونکہ یہاں بھی بہت سے وہابی موجود ہیں اور دن بدن بڑھتے جا رہے ہیں۔ یہ خواجہ مذہبی لحاظ سے ہرجائی تھے۔

(نادان وہابی، مطبوعہ دہلی، ربیع الاول ۱۳۴۴ھ، ۱۹۲۵ء)

تبصرہ اُویسی غفرلہ: محمد بن عبدالوہاب نجد میں پیدا ہوا اور نجدیوں کی رسول اللہ ﷺ سے دشمنی اور اولیاء کرام سے بغض و عداوت مشہور ہے اور اس کے ورثاء پر دیگر گستاخیوں کے علاوہ گنبدِ اقدس کے گرانے کا بھوت تا حال سوار ہے۔

نجدیوں کی گنبد خضرا کو گرانے کی ناپاک سازش: گذشتہ سالِ دوران ۱۴۲۸ھ کے رمضان المبارک میں فقیر مسجد نبوی شریف میں افطار کے لیے بیٹھا تھا چند ساتھی ایک رسالہ لائے جو اول تا آخر گستاخیوں سے پُر تھا۔

تعارفِ کتاب: ''زیارتِ مسجد مصطفی ﷺ'' کتاب کا نام ہے اور اس پر ''علیہ السلام'' کا لکھنا جہالت کی دلیل ہے اس کا مصنف شاہد محمد شفیق ہے۔ داعیہ مکتبہ دعوت وتوعیۃ الجالیات بالرس عربی اُردو میں ہے جو مدینہ طیبہ و دیگر مقامات پر مفت تقسیم کی گئی۔

سعودی حکومت کو گنبد خضراء گرانے کا مشورہ؟ توبہ توبہ: اس کے صفحہ ۱۴۸ پر ہے کہ اللہ تعالیٰ مملکتِ سعودی عرب کو توفیق دے اسے (گنبدِ خضراء) سنتِ صحابہ کے مطابق کر دیں جیسا کہ بعض صحابہ کے دور میں قائم تھے یعنی گنبدِ خضراء زمین بوس کر دیں اور مسجدِ نبوی شریف اور آپ ﷺ کی قبر کے درمیان فصل (فرق) کر دیں۔ (بلفظہٖ) کتاب فقیر کے پاس محفوظ ہے۔

نوٹ: اس کے علاوہ اس کتاب میں بے شمار گستاخیاں لکھیں جس کا لکھنا، پڑھنا نا قابل برداشت ہے۔

انجامِ بد: فقیر تو چاہتا ہے کہ ان بدبخت نجدی مولویوں کو اجازت ملنی چاہیے تا کہ ان کے ارادۂ بد پر انہیں عمل کرنے سے پہلے ان کا ستیاناس ہو جائے گا اور اہلِ حق کا بول بالا ہو جائے گا جیسے اسی رسالہ میں چند اعدائے گنبدِ خضراء کے واقعات فقیر عرض کر چکا ہے۔ اس پر مزید لکھنے کو تو جی چاہتا ہے لیکن موجودہ مسلمانوں کی بے حسّی دیکھ کر کچھ لکھنے کا دل گوارا نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیبِ لبیب ﷺ کے طفیل نجدیوں و دیگر اعدائے اسلام کے فتنوں اور شرارتوں سے ہم سب کو بچائے۔ (آمین)۔

بجاہ حبیبہ سید الانبیاء و المرسلین صلی اللہ علیہ آلہ و اصحابہ اجمعین

مدینے کا بھکاری الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ (۳ صفر المظفر ۱۴۲۹ھ)۔

(اس مضمون کی ترتیب کی سعادت محمد فیاض احمد اُویسی رضوی کے حصہ میں آئی)

''فیض عالم'' کا تازہ شمارہ حاصل کرنے کے لیے

مولانا محمد جعفر اُویسی، مولانا محمد طارق اُویسی خطیب جامع مسجد بلال چک نمبر 294 گ۔ب (ٹوبہ ٹیک سنگھ) سے رابطہ کریں۔

☆ ہوتہ پاک پتن شریف میں مولانا غلام قطب الدین اُویسی جامع غوثیہ سے رابطہ کریں۔

☆ سرگودھا میں ''ماہنامہ فیض عالم بہاولپور'' کا تازہ شمارہ حاصل کرنے کے لیے علامہ محمد ندیم قادری اُویسی سے رابطہ کریں۔

قربانی کے چند ضروری مسائل

مخصوص جانور کو مخصوص ایام میں بہ نیت قرب الٰہی ذبح کرنا قربانی کہلاتا ہے۔آیئے قربانی کے متعلق چند مسائل بیان کرتے ہیں۔

(۱) مسلمان (مرد و عورت) ہو۔ (۲) بالغ پر (بچہ اور مجنون پر قربانی واجب نہیں)۔

(۳) مقیم پر ہے (مسافر پر قربانی واجب نہیں)۔

(۴) صاحب نصاب کا ہونا (حاجات اصلیہ کے علاوہ جس کے پاس ساڑھے باون تولے چاندی، ساڑھے سات تولے سونا یا اس کے برابر نقدی ہو)۔ (۵) آزاد ہو۔

☆ جس شخص پر قربانی واجب نہ تھی اگر اس نے قربانی کی نیت سے کوئی جانور خرید لیا تو اس پر قربانی واجب ہو جائے گی۔(شامی)۔

☆ اگر کسی شخص کی بیوی اور بالغ اولاد صاحب نصاب ہیں تو ان کی طرف سے ان پر الگ قربانی واجب ہو گی۔

☆ قربانی کیلئے زکوٰۃ کی طرح سال گزرنا ضروری نہیں بلکہ موجودہ مالی حالت دیکھی جائے گی۔

قربانی کے ایام: قربانی کی عبادت تین دن دس، گیارہ اور بارہ ذوالحجہ ان کے علاوہ دوسرے دنوں میں یہ قربانی (سنت ابراہیمی) عبادت نہیں (تین دن اور دو راتیں یعنی دس ذوالحجہ کی صبح صادق سے لے کر بارہ ذوالحجہ کے غروب آفتاب تک ہے)۔ ☆ دن کو قربانی کرنا افضل ہے البتہ رات کو بھی قربانی کی جا سکتی ہے۔

☆ جس شخص پر قربانی واجب ہو اسے کرنی چاہیے اگر وہ کسی وجہ سے قربانی کی عبادت ادا نہ کر سکا اور قربانی کے دن گزر گئے تو جو جانور خریدا تھا اسے صدقہ کردے ورنہ ایک بکری کی قیمت صدقہ کردے۔

یادرکھیں قربانی کے ایام میں جانور کی قیمت صدقہ کرنے یا اس رقم کو کسی رفاہی ادارے/کام پر خرچ کرنے سے واجب ادا نہیں ہوگا ہمیشہ گنہگار رہے گا۔ کیونکہ قربانی ایک مستقل عبادت ہے۔

جانور اور ان کی عمر: قربانی کے جانور تین قسم کے ہیں۔ (نر اور مادہ دونوں)۔

(الف) اونٹ کی عمر پانچ سال ہونا ضروری ہے۔ اس سے کم عمر کے اونٹ یا اونٹنی کی قربانی جائز نہیں۔

(ب) گائے، بیل، بھینس، بھینسا ان کی عمر دو سال ہونا لازمی ہے۔ اس سے کم عمر کے جانور کی قربانی جائز نہیں۔

(ج) بکرا، بکری، دنبہ، دنبی، بھیڑ، مینڈھا (چھترا) ان کی عمر ایک سال ہونا ضروری ہے۔ (مذکورہ بالا عمر سے زیادہ ہو تو افضل ہے)۔

مسئلہ: اگر دنبہ یا بھیڑ کا بچہ چھ مہینے کا ہو لیکن وہ اتنا موٹا تازہ ہو کہ دور سے دیکھنے پر سال کا معلوم ہو تو اس کی قربانی بھی جائز ہے۔

مسئلہ: وحشی جانور جیسے ہرن یا نیل گائے وغیرہ کی قربانی جائز نہیں۔

حصہ دار: بکرا بکری، بھیڑ، دنبہ، مینڈھا ذبح کرنے سے صرف ایک شخص کی طرف سے قربانی ادا ہوگی۔

☆ گائے، بیل، بھینس، اونٹ، اونٹنی کی قربانی میں سات افراد شریک ہو سکتے ہیں۔

☆ قربانی کے جانور میں حصہ ڈالنے والے مسلمانوں کی نیت صرف رضائے الٰہی اور سنت ابراہیمی کی ادائیگی ہو نہ کہ گوشت کھانے کی۔

☆ عقیقہ کا حصہ بھی قربانی کے جانور میں ڈالا جا سکتا ہے۔

☆ ہر حصہ دار کا ہر اعتبار سے حصہ برابر ہو۔ یعنی جانور کی قیمت میں اور جانور کے گوشت میں۔ (تفصیل کے لیے "بہار شریعت" کا مطالعہ ضروری ہے)۔

﴿الحمدللہ میں بریلوی ہوں﴾

اس میں تو کسی عاقل و بالغ کو انکار نہیں کہ بریلوی کوئی نیا فرقہ یا جماعت نہیں۔ اور یہ سب پر روشن ہے کہ بریلی شریف ایک شہر کا نام ہے تو دوسری طرف اس حقیقت سے انکار کوئی بے وقوف ہی کرے گا کہ فی زمانہ اگر کسی سنی سے مذہبی اعتبار

سے جب یہ پوچھا جاتا ہے کہ کیا آپ بریلوی ہو؟؟... تو اس سے مراد سائل کی یہ نہیں ہوتی کہ آپ کا تعلق ہندستان کے شہر بریلی شریف سے ہے یا نہیں بلکہ سائل کے اس سوال کا مقصد سنی مسلمانوں سے نسبت امام اہلسنت مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ سے مذہبی وقلبی وعقائد کے تعلق سے ہوتا ہے۔ اس بات کو شفاف کرنا ضروری ہے۔''ہاں ہم اہلسنت سنی ہیں بلا شک وشبہ و بلا چوں چراں۔ ہم اہلسنت ہیں' تو دوسری طرف اگر کلک رضا سے جن کے سینوں میں غار بنا ہوا ہے اور مجدد دین وملت کے قلم سے گھائل وہ تمام گمراہ گروہ جب ہم اہلسنت سے پوچھتے ہیں کہ کیا تم بریلوی ہو تو ہم سنی اہل سنت اپنا سر فخر سے بلند کر کے کہتے ہیں''ہاں .....ہاں ...ہاں ....ہاں ہم بریلوی ہیں''اور فی زمانہ لفظ''بریلوی''اہلسنت و جماعت عاشقان رسول کریم روف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی پہچان ومعیار بنا ہوا ہے اور چونکہ ہم اہلسنت و جماعت محبتوں اور نسبتوں کے امین ہیں اور اپنے محسنوں کے احسانوں کا حیا رکھتے ہیں اسلئے ہم با حیا و باوفا اہلسنت سنی ہر نسبت رضا کو اپنے لئے سر کا تاج و وجہ فخر و افتخار سمجھتے ہیں کیونکہ ہم بیوفا لوگ نہیں۔

﴿موت کے بعد حیات﴾

برلن (نیوز ڈیسک) موت کے بعد جی اٹھنا ہمارے ایمان کا حصہ ہے لیکن غیر مذہبی لوگ اسے ممکن نہیں سمجھتے۔ جسم کی موت کے بعد روح زندہ رہتی ہے یا سب کچھ ختم ہو جاتا ہے یہ بحث اتنی ہی پرانی ہے جتنی کہ انسانی تاریخ۔ سائنسدان مدتوں سے اس سوال کا جواب تلاش کر رہے تھے اور بالآخر جرمنی کے ماہرین نفسیات اور تحقیق کاروں نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ ان کے تجربات سے یہ بات ثابت ہوگئی ہے کہ موت کے بعد بھی زندگی جاری رہتی ہے اگر چہ اس کی نوعیت دنیا کی زندگی سے مختلف ہوتی ہے۔ یہ تجربات جرمن یونیورسٹی TechnischeUniversitat میں کئے گئے اور ان میں 944 افراد نے رضا کارانہ طور پر شرکت کی۔ یہ تجربات کارڈیو پلمونری ریسی ٹیشن (CPR) نامی مشین کی ایجاد کے بعد ممکن ہوئے۔ تجربات میں شامل افراد کو ادویات کی مدد سے 20 منٹ کیلئے کلینیکی موت کی کیفیت میں پہنچایا گیا۔ یہ کیفیت ایسے ہی ہے جیسے کسی کی حقیقی موت واقع ہو جائے لیکن اس کی خاص بات یہ ہے کہ CPR مشین اور ادویات کی مدد سے دوبارہ زندگی بحال کی جاسکتی ہے۔ تجربات میں شامل سب افراد نے ملتے جلتے قریب المرگ تجربات بیان کئے جن میں اوپر اٹھ جانے، بہت سکون اور راحت محسوس ہونے اور جسم مردہ ہونے کے باوجود سب احوال کا مشاہدہ کر سکنے کی کیفیات شامل ہیں۔ تحقیق کے سربراہ ڈاکٹر برتھولڈ ایکر مین کا کہنا ہے کہ سب شرکاء نے بتایا کہ ان کا جسم مردہ ہونے کے باوجود وہ ہر چیز کا مشاہدہ کر سکتے تھے اور لطیف قسم کے احساسات کا تجربہ کر سکتے تھے۔ ان کا کہنا تھا کہ ان تجربات نے

ثابت کردیا ہے کہ جسم مردہ ہونے سے زندگی کا اختتام نہیں ہوتا بلکہ انسان ایک لطیف حالت اور کیفیت میں چلا جاتا ہے اور ایک اور زندگی کا آغاز ہو جاتا ہے۔ان تجربات سے گزرنے والے ہندوؤں، عیسائیوں، مسلمانوں اور لادینوں سب نے ایک ہی طرح کے احساسات بیان کئے۔(روزنامہ''پاکستان''9 ستمبر 2014ء)۔

﴿سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ﴾

زیرِ نظر رسالہ حضور فیضِ ملت الحاج الحافظ مفتی محمد فیض احمد اُویسی رضوی محدث بہاولپوری کی غیر مطبوعہ تصانیف میں سے ایک ہے۔اس رسالے کی وجہ تصنیف کے بارے حضور فیضِ ملت علیہ الرحمہ خود لکھتے ہیں''حضرت پیر طریقت الحاج محمد کمال میاں سلطانی سجادہ نشین دربارِ سلطانی شریف باب المدینہ کراچی فقیر کی عیادت کے لئے تشریف لائے۔دورانِ گفتگو فرمایا کہ سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات پر رسالہ تحریر فرمائیں ہم اسے شائع کرینگے۔اگرچہ فقیر علیل ہے لیکن ان کے حکم کی تعمیل ضروری سمجھ کر یہ چند اوراق لکھ کر موصوف کو ہدیہ پیش کرتا ہوں''۔ہم حضرت پیر طریقت الحاج محمد کمال میاں سلطانی کے بے حد مشکور ہیں کہ اُنہوں نے اس سال دربار سلطانی مرکز روحانی کراچی میں سالانہ عرس مبارک کی تقریبات میں جہاں کھانے پینے کے لئے لنگر شریف کا وسیع انتظام فرمایا وہاں حضور فیضِ ملت علیہ الرحمہ کے اس رسالے کو شائع کر کے ملک کے طول وعرض سے آنے والے مریدین وعقیدتمندوں میں بطور لنگر تقسیم کر کے ایک اچھی روایت کو فروغ دیا کاش ہمارے مشائخ عظام اعراس کی تقاریب میں علماء اہل سنت کی کتب کی تقسیم کا سلسلہ شروع فرمادیں تو مسلک حق اہلسنت کا بہت کام ہوسکتا ہے اللہ کرے یہ ہوجائے۔

اس رسالے کو حاصل کرنے کے لئے درجِ ذیل پتہ پر رابطہ کریں

(دربارِ سلطانی مرکز روحانی بلاک ST-5,4،فیڈرل بی ایریا، کراچی)

﴿غصہ کا انجام﴾

ایک شخص اپنی گاڑی دھو رہا تھا گاڑی بالکل نئی تھی چند دن پہلے خریدی گئی تھی۔اس کا چار سالہ بیٹا آیا اور پتھر اٹھا کر گاڑی پر اسکریچ ڈالنے شروع کر دیے یہ دیکھ کر وہ شخص غصے سے پاگل ہو گیا اس نے اپنے چار سالہ بچے کا ہاتھ پکڑا اور اس پر کئی ضربیں لگائیں وہ شخص یہ بھول گیا کہ اس کے ہاتھ میں نٹ کھولنے والا رینچ ہے اس نے رینچ سے اپنے چار سال بیٹے کے ہاتھ پر ضربیں لگائیں۔بچے کو ہسپتال لے جایا گیا اور بہت زیادہ فریکچرز کی بنا پر بچے کے زخمی ہاتھ کی تمام انگلیاں کاٹنی پڑیں..جب بچے کو ہوش آیا اس نے اپنے باپ کو دیکھا آواز اور آنکھوں میں درد لیے فوراً اپنے باپ سے پوچھا''بابا!

میری انگلیاں کب واپس آئیں گی؟'' باپ کے پاس اس بچے کے سوال کا کوئی جواب نہیں تھا وہ افسردہ ہوا اور خاموش رہا۔ وہ گھر آیا اور غصے میں اپنی کار کو ٹانگوں سے ضربیں لگانے لگا۔ تھک ہار کر وہ کار کے پاس بیٹھ گیا اس وقت اس کی نظر ان اسکریچ پر پڑی جو اس کے چار سالہ بیٹے نے پتھر سے لگائے تھے وہ اسکریچ نہیں تھے اس نے پتھر سے گاڑی پر ایک فقرہ لکھا تھا ''لو یو پاپا/ Love u papa '' اگلے دن اس شخص نے دل برداشتہ ہو کر خودکشی کر لی.. غصے اور پیار کی کوئی حد نہیں ہوتی یہ فیصلہ آپ کو کرنا ہے کہ خوبصورت زندگی گزارنے کے لیے ان دونوں میں سے کون سا منا سب راستہ ہے۔ پرانے وقتوں میں چیزیں استعمال کی جاتی تھیں اور انسانوں سے پیار کیا جاتا تھا۔ ہمارے دور کا المیہ یہ ہے کہ چیزوں سے پیار کیا جاتا ہے اور انسانوں کو استعمال کیا جاتا ہے۔ ہر دن صبح کو گھر سے یہ خیال دماغ میں بٹھا کر نکلیں کہ چیزیں استعمال کرنے کے لیے ہیں اور انسان پیار کرنے کے لیے ہیں۔ یہی ایک راستہ ہے جس سے ہم اپنا اور دوسروں کا دن اچھا بنا سکتے ہیں۔ اپنے خیالات کی حفاظت کریں یہ خیالات الفاظ بن جاتے ہیں اور الفاظ اعمال بن جاتے ہیں۔ اپنے اعمال کی حفاظت کریں یہ عادات بن جاتی ہیں اور اپنی عادتوں کی حفاظت کریں یہ کردار بن جاتی ہیں اور اپنے کردار کی حفاظت کریں یہ آپ کی قسمت آپ کا نصیب بن جاتا ہے۔ (فیس بک پر کسی نے یہ عبارت بھیجی)۔

جگر گوشہ فیضِ ملت صاحبزادہ عطاء الرسول اُویسی کا دورہ گذشتہ ہفتے صاحبزادہ صاحب ضلع گوجرانوالہ میں تبلیغی دورہ پر تشریف لائے شہر گوجرانوالہ، گرجاکھ، مسلم ٹاؤن، اسلام آباد، پیپلز کالونی میں مختلف محافل میں بیانات فرمائے اس موقعہ پر پاسبان مسلک رضا نباض قوم حضرت علامہ الحاج مفتی ابوداؤد محمد صادق رضوی دامت برکاتہم العالیہ کی عیادت کے لیے زینت المساجد قافلے کی صورت حاضر ہوئے۔ مٹو بھائیکے، آستانہ عالیہ گلشن رحمت منگو کے درگاہ میں بھی تشریف لائے۔ شیخوپور میں حضرت علامہ الحاج حافظ قاری غلام عباس نقشبندی شرقپوری طبع پرسی کے لیے بھی ان مدرسہ میں آئے۔

(منشی اویسی خلیل احمد مٹو بھائیکے)

دعائے مغفرت کی اپیل

☆ جامعہ اُویسیہ رضویہ کے فاضل علامہ سراج احمد منیر۔ (بہاولپور)۔

☆ حضور فیضِ ملت کے وفادار ساتھی محترم حاجی رشید احمد سپاہی (شاہدرہ بہاولپور) گذشتہ دنوں انتقال کر گئے۔ جامعہ اُویسیہ رضویہ میں مرحومین کے لئے دعا ہوئی قارئین کرام سے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

﴿عرس مبارک شرق پورشریف﴾

حضرت شیر ربانی میاں شیر محمد شرقپوری نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کے سجادہ نشین و برادرِ حقیقی حضرت ثانی لا ثانی میاں غلام اللہ شرقپوری نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کا ۵۸ سالانہ اور بانی تحریک یوم مجدد الف ثانی فخر المشائخ حضرت الحاج میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ پہلا سالانہ عرس مبارک انشاء اللہ تعالیٰ ۱۷۱۸ اکتوبر ۲۰۱۴ء بروز جمعہ، ہفتہ آستانہ عالیہ شرق پور شریف ضلع شیخوپورہ میں نہایت ہی عقیدت و احترام سے منعقد ہو رہا ہے اہل محبت سے شرکت کی اپیل ہے۔ (شیخ محمد حنیف نقشبندی)۔

﴿شوگر کنٹرول میں رہتی ہے﴾

شوگر (ذیابیطس) جسے خاموش قاتل بھی کہا جاتا ہے کے مریضوں کی دنیا بھر میں بڑھتی تعداد نے خطرے کی گھنٹی بجادی ہے تاہم علاج کے ساتھ ساتھ پرہیز کے نتیجے میں اس خطرناک مرض پر باآسانی قابو پایا جاسکتا ہے۔

جہاں سستی اور کاہلی، ورزش کی کمی، میٹھے کا زیادہ استعمال اور مرغن غذائیں ذیابیطس کا باعث بنتی ہیں وہیں سبزیوں، پھلوں اور دیگر غذاؤں کا استعمال شوگر کے مریضوں کے لئے انتہائی مفید ہے جو نہ صرف اس مرض کو مزید بڑھنے سے روکتا ہے بلکہ ان غذاؤں کے باقاعدگی سے استعمال کے ذریعے اس خاموش قاتل پر باآسانی قابو بھی پایا جاسکتا ہے۔ان میں چند ایک ذکر ہم کئے دیتے ہیں۔

اسٹرابری: ماہرین کا کہنا ہے کہ اسٹرابری کو روزانہ کی بنیاد پر کھانے سے بھی شوگر پر قابو پایا جاسکتا ہے، اسٹابری کا استعمال جسم میں پروٹین کو متحرک کرتا ہے جو جسم کی اضافی چربی اور خون کی چکنائی کو کم کرتا ہے۔

سیب: طبی ماہرین کے مطابق سیب کا استعمال شوگر کے مریضوں کے لئے انتہائی مفید ہے کیونکہ یہ پھل خون میں شوگر کی مقدار کو لیول پر رکھتا ہے۔

پالک: غذایت سے بھرپور یہ سبزی بھی شوگر کے مریضوں کے لئے نہایت مفید ہے جب کہ طبی ماہرین کے مطابق پالک کا روزانہ استعمال شوگر کے خطرے کو ۱۴ فیصد کم کرتا ہے۔

دھی اور پنیر: طبی ماہرین کا یقین ہے کہ دہی اور پنیر میں صحت مند بیکٹیریا شوگر کا باعث بننے والے عناصر کے خلاف مزاحمت کرتے ہیں اور ان کے استعمال سے بھی شوگر میں کمی واقع ہوتی ہے۔

ھلدی: اطباء کے مطابق ہلدی میں موجود زرد رنگ کے مرکب کی کثیر مقدار بھی شوگر کے مریضوں کے لئے نہایت مفید

ہے۔

دار چینی: کھانوں میں گرم مصالحے کے طور پر استعمال کی جانے والی دارچینی میں جہاں دیگر بے شمار فوائد ہیں وہیں یہ شوگر کی کمی کے لئے بھی مفید ہے، دارچینی خون میں گلوکوز کی مقدار کو نارمل رکھتی ہے جب کہ کولیسٹرول اور انسولین کی حساسیت کو بھی بہتر کرتی ہے۔

پھر یاد آ رہے ہیں اہلِ محبت کے قافلے

پھر یاد آ رہا ہے مدینہ حضور کا

ﷺﷺﷺﷺﷺﷺﷺﷺﷺ

﴿اُویسیوں میں بیٹھ جا﴾

اُویسیوں "میں بیٹھ جا، "بلالیوں "میں بیٹھ جا.. طلب ہے کچھ تو بے طلب سوالیوں میں بیٹھ جا..

یہ معرفت کے راستے .. ہیں اہل دل کے واسطے .. جنیدیوں "سے جا کے مل، "غزالیوں" میں بیٹھ جا..

"صحابیوں" سے پھول، "تابعین" سے چراغ لے .. حضوری چاہیئے تو ان موالیوں میں بیٹھ جا..

درود پڑھ، نماز پڑھ، عبادتوں کے راز پڑھ .. صفیں تو سب بچھی ہیں، "عشق والیوں" میں بیٹھ جا..

ہر ایک سانس پر جوان کو دیکھنے کا شوق ہے .. تو آنکھ بن کے ان کے در کی جالیوں میں بیٹھ جا..

اگر ہیں خلوتیں عزیز تو ہجوم میں نکل .. اگر سکون چاہئے، دھمالیوں میں بیٹھ جا..

جو چاہتا ہے گلستانِ مصطفیٰ کی نوکری .. تو بوئے مصطفیٰ پہن کے مالیوں میں بیٹھ جا..

﴿یوم مفسراعظم پاکستان﴾

جامعہ فیضانِ رسول فرید آباد نزد ریلوے اسٹیشن بہاولپور میں حضرت جگر گوشہ فیضِ ملت علامہ محمد عطاء الرسول اویسی کی سرپرستی میں مورخہ ۲۲ ستمبر سوموار بعد نماز عشاء حضور مفسر اعظم پاکستان محدث بہاولپوری علامہ الحاج حافظ محمد فیض احمد اویسی نور اللہ مرقدہ' کی یاد میں عظیم الشان ''یوم مفسر اعظم پاکستان'' منایا گیا مختلف علاقوں سے احبابِ محبت شریک ہوئے۔ علماء کرام نے حضرت فیضِ ملت کی دینی خدمات پر انہیں خراج تحسین پیش کیا۔

(محمد شفاعت رسول اویسی)